ماہنامہ
انصار اللہ

افتتاحی تقریب

اپریل 2010ء
شہادت 1389ہش

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

سپورٹس ریلی کے چند مناظر

فوٹوگرافی: مسعود احمد طاہر صاحب

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ
انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

شہادت 1389ھش اپریل 2010ء
جلد ---------------------- 51-
شمارہ ---------------------- 04

فون نمبر 047-6212982 ۔فیکس 047-6214631
ای میل ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین
☆ ریاض محمود باجوہ
☆ صفدر نذیر گولیکی
☆ محمود احمد اشرف

پبلشر: حافظ عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء
مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دار الصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
شرح چندہ پاکستان
سالانہ ....150 روپے
قیمت فی پرچہ ....15 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2
القرآن والحدیث 3
عربی منظوم کلام 4
فارسی منظوم کلام 5
اردو منظوم کلام 6
صدر مجلس کے نام حضور انور کا خط 7
خطبہ الہامیہ کا اعجازی نشان (محمد طارق محمود) 13-8
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی احباب سے محبت (محمد محمود طاہر) 19-14
روزنامہ پاکستان کے ایک مضمون پر تبصرہ (ڈاکٹر مرزا سلطان احمد) 29-20
صداقت حضرت مسیح موعود کے دو نشان (ایم۔اے۔خالد) 32-30
شذرات (ملکی اخبارات ورسائل سے انتخاب) 35-33
نتائج حسن کارکردگی واسناد خوشنودی 2009ء 36
سالانہ سپورٹس ریلی 2010ء 41-37
ریفریشر کورسز 2010ء 44-42
قرارداد ہائے تعزیت 45
نتائج آل پاکستان مقابلہ مقالہ نویسی 2008/09ء 48-46

ادار یہ

نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

اللہ تعالیٰ کے ماموردنیا میں آتے ہیں تو جہاں سعید فطرت لوگ انہیں قبول کر کے رضائے باری تعالیٰ حاصل کرتے ہیں وہاں اشرار مخالفت اور استہزاء کے ذریعہ اس نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شرار بولہبی کو ہمیشہ ناکامی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑھتا ہے ایسے مواقع کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے شعر میں عمدہ گر بتایا ہے کہ:۔

؎ عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

عدو کے شور و فغاں میں ہمیں اپنے یار ازلی میں محو ہو جانے کا درس دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں مولیٰ کریم خود اپنوں کا ولی بن جاتا ہے اور اس کی پکڑ بھی بڑی سخت ہوتی ہے۔ مخالفین جو گند اُچھالتے ہیں اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اس پر صبر، حوصلہ اور دعا کے ساتھ کام لینا چاہئے۔ جو علمی اعتراضات معترضین کی طرف سے کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لئے روحانی خزائن حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے چھوڑے ہیں۔ ان خزائن سے فائدہ اٹھا کر اپنے علمی معیار کو تو بہر حال بلند کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ علم کے نتیجہ میں شجاعت پیدا ہوتی ہے اور مخالف کے اعتراض پر خوف اور شرمندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

جہاں تک مخالفوں کے گند اور استہزاء کا تعلق ہے اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

> ''ہم انکے گند کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے لیکن ایک بات بتا دوں، واضح کر دوں کہ جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے اور جب خدا بولتا ہے تو مخالفین کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے ہوئے ہم نے دیکھے ہیں اور آئندہ بھی دیکھیں گے انشاءاللہ۔ پس احمدی مسیح موعودؑ سے سچا تعلق قائم رکھیں اور دعاؤں پر زور دیں، ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں''۔ (خطبات مسرور جلد اول ص ۳۳۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنی نصرت و تائید سے نوازتا رہے۔ آمین

☆------☆------☆------☆------☆

القرآن

عربی زبان کا نشان

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ
بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِىْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ
اَعْجَمِىٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۴﴾

(النحل:۱۰۴)

ترجمہ: اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اسے کسی بشر نے سکھایا ہے۔اس کی زبان جس کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں اعجمی (یعنی غیر فصیح) ہے جب کہ (قرآن کی زبان) ایک صاف اور روشن عربی زبان ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

......()......()......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عربی۔اہل جنت کی زبان

اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَ نِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْآنُ
عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۰۴)

ترجمہ: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عربوں سے تین وجہ سے محبت کرو اول یہ کہ میں عربی ہوں، دوم یہ کہ قرآن کریم عربی میں نازل ہوا، سوم یہ کہ اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

عربی منظوم کلام

كِتَابٌ كَرِيْمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيْلَةٍ

وَجَاءَ بِقُرْآنٍ مَّجِيْدٍ مُّكَمَّلٍ
مُنِيْرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَّيُنَوِّرُ

اور وہ مکمل قرآن مجید لے کر آیا جو روشنی بخشنے والا ہے سو اس نے ایک دنیا کو منور کر دیا اور آئندہ بھی منور کرتا رہے گا

كِتَابٌ كَرِيْمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيْلَةٍ
وَيَسْقِيْ كُئُوْسَ مَعَارِفٍ وَّيُوَفِّرُ

وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے ۔معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے

وَفِيْهِ رَأَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَفِيْهِ وَجَدْنَا مَايَقِيْ وَيُبَصِّرُ

اور اسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اور اسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہے اور بصیرت بخشتی ہے

كَعَيْنٍ كَحِيْلٍ زُيِّنَتْ صَفَحَاتُهٗ
بِنَاظِرَةٍ مِّنْ عِيْنِ خُلْدٍ يَنْظُرُ

سرگین آنکھ کی طرح اس کے صفحات مزیّن کئے گئے ہیں وہ (قرآن) جنت کی بڑی آنکھوں والی حوروں کی نگاہ سے دیکھتا ہے

طَرِيٌّ طَلَاوَتُهٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ
لِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِيْرُ الْمُوَقِّرُ

اس کی تر وتازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزت بخش اور قدیر خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے

(القصائد الاحمدیہ مترجم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۳)

فارسی منظوم کلام

زندگی در مُردن و عجزو بکاست

وحی فرقان ست جذبِ ایزدی
تابرندت از خودی در بے خودی

قرآن کی وحی خدا کی ایک کشش ہے تا کہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے

ہست قرآں دافعِ شرکِ نہاں
تامرا در اہم از و یابی نشاں

قرآن اندرونی شرک کو دور کرتا ہے۔تا کہ تو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پائے

تا رہی از کبر و خود بینی و ناز
تاشوی ممنون فضلِ کار ساز

تا کہ تو تکبر خودبینی اور فخر سے نجات پائے اور اس کار ساز کے فضل کا ہی ممنون ہو

دور شو از کبر تا رحم آیدش
بندگی کن بندگی مے بایدش

کبر سے دور ہو کہ اُسے تجھ پر رحم آئے بندگی کر کیونکہ اُسے تو بندگی درکار ہے

زندگی در مُردن و عجز و بکاست
ہر کہ اُفتاد است او آخر بجاست

زندگی تو مرنے،عاجزی اور رونے سے ہے جو (اس کے آگے) گر گیا وہی نجات پائے گا

(درثمین فارسی مترجم ص۵۹)

اردو منظوم کلام

☆☆ فضائلِ قرآنِ مجید ☆☆

جمال و حُسنِ قُرآں نُورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وُہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاکِ یزُداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عُماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قُدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدور انساں ہے

(درثمین اردو ص۵)

☆☆☆☆☆☆

بدرسومات سے متعلق ہدایات کی پابندی کروانے کے بارہ میں

حضور انور ایدہ اللہ کا صدر مجلس انصار اللہ کے نام خط

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خط محررہ 22 رجنوری 2010ء بنام صدر مجلس انصاراللہ پاکستان فرماتے ہیں:۔

میں نے شادی بیاہ کی رسموں کے بارہ میں اپنے 15 رجنوری 2010ء کے خطبہ جمعہ میں جن امور کا ذکر کیا تھا ان کی پابندی کروائیں۔ مہندی کی رسمیں گھر کی چاردیواری میں سہیلیوں کی حد تک کرنے کی جو اجازت میں نے دی ہے اس میں ہر جگہ یہ مدنظر رہے کہ آوازیں اتنی زیادہ اونچی نہ ہوں کہ گھر سے باہر نکلیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آجکل ڈیک بھی اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ کے گیتوں وغیرہ کے لئے کوئی ساؤنڈ سسٹم استعمال نہیں ہونا چاہئے۔ گھر سے آواز باہر نہیں نکلنی چاہئے۔ اسی طرح روشنیوں کا بلاوجہ استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

بعض دوسری بدرسوم جیسے دودھ پلانا اور جوتی چھپانا وغیرہ جو ہیں یہ بھی سب ختم کروائیں اور ہر فرد جماعت کو اس بارہ میں متنبہ کردیں کہ آئندہ اگر مجھے کسی کی بھی ان رسموں کے بارہ میں کوئی شکایت آئی تو اس کے خلاف تعزیری کارروائی ہوگی۔

جماعتی عہدیداران بھی میری ان ہدایات کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسی شادی ہو تو ان کی پابندی کروائیں ورنہ وہاں سے اُٹھ کے آجائیں۔ پہلے شوریٰ میں بھی ان امور پر غوروفکر کے بعد سفارشات آتی رہی ہیں لیکن اب ان سب باتوں کی بلاتفریق پوری طرح سے پابندی ضروری ہے اور یہ کام ذیلی تنظیموں کا بھی ہے اور جماعتی نظام کا بھی کہ ہر حال میں بدعات اور بدرسومات سے بچنے کے لئے جماعتی روایات اور ہدایات کی مکمل پابندی کروائیں۔ اللہ توفیق دے۔'' آمین

قبل ازیں بھی حضور کا یہ پیغام انصار بھائیوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔ اب بذریعہ ماہنامہ انصاراللہ بھی توجہ دلائی جاتی ہے کہ اپنے پیارے امام کے اس ارشاد کی تعمیل کے لئے ہر رکن اور عہدیداران انصاراللہ مستعد ہو جائے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ بطور سربراہ کنبہ بھی ان باتوں کا خیال رکھیں۔ بدرسوم کے خلاف جہاد میں اپنا بہترین نمونہ پیش کرکے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

☆......☆......☆......☆......☆

11/ اپریل 1900ء کو ظاہر ہونے والا
اعجازی نشان "خطبہ الہامیہ"

(مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ)

خدا تعالیٰ جب اپنے برگزیدہ بندے کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کی صداقت کیلئے نشانات بھی ظاہر فرماتا ہے۔اس زمانہ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ آپ کو دیگر نشانات کے علاوہ فصیح وبلیغ عربی کا نشان دیا گیا اور جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ مہدی میں ایک رات میں صلاحیت پیدا فرمائے گا (ابو داؤد) آپ کو ایک رات میں عربی کے چالیس ہزار مادے سکھائے گئے۔آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں معمولی مروجہ تعلیم حاصل کی تھی۔ بعض اساتذہ سے علم صرف ونحو، منطق یا طب کی ابتدائی کتب پڑھی تھیں۔مختصر یہ کہ آپ نے کسی ظاہری وسیلہ سے کوئی قابل قدر علمی اکتساب نہ کیا تھا۔جب آپ نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ فرمایا تو اس زمانہ کے بڑے بڑے نامی علماء نے طعنہ دیا کہ اس شخص کو تو عربی ہی نہیں آتی اس لئے یہ کیسے خدا کی طرف سے ہوسکتا ہے؟ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ خود اپنی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (عربی عبارت کا ترجمہ یوں ہے)

"پس بخدا میں نے املاء اور انشاء میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں ادیبوں میں سے نہیں تھا اور میری قلم کسی مددگار کی محتاج نہ ہوئی۔بلکہ میں نہیں جانتا تھا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صناعت کیونکر حاصل ہوتی ہے۔پس اس حالت میں کہ مَیں اس نکتہ چینی سے حیرت میں تھا اور ان کا طعن سفیہوں کی طرح تواتر تک پہنچ چکا تھا۔پس ایک دفعہ ایک نُور میرے دل پر ڈالا گیا۔اور ایک چیز روشنی کی طرح اُتری۔پس میں صاحب زبان رواں اور صاحب قول سحبان وائل ہوگیا۔پس مبارک ہے وہ خدا جو احسن الخالقین ہے۔" (حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد۱۲، ص۱۷۸)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"عربی زبان میں میری باوجود کی کوشش کے اور کوتاہی جستجو کے جو کمال مجھے حاصل ہے وہ میرے رب کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔پس کیا مخالفوں کے گروہ میں سے کوئی ہے جو میرے مقابل پر آوے۔" (انجام آتھم ترجمہ از عربی روحانی خزائن جلد۱۱ ص۲۳۴)

مہارت کا نشان:۔ عربی زبان پر آپ کی کمال مہارت کا یہ نشان اس وقت اپنی معراج کو پہنچتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم الشان طاقت اور مقدرت دی جاتی ہے کہ آپ اس الہامی زبان میں بھرے مجمع کے سامنے بڑی فصاحت وبلاغت کے ساتھ فی البدیہہ تقریر کریں۔

خطبہ الہامیہ کا پس منظر:۔ محترم ایڈیٹر صاحب الحکم لکھتے ہیں: حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو اور تمنا رہتی ہے کہ ہمارے احباب کو یہاں دارالامان میں بار بار آنے کا موقع ملے۔ اور اس طرح پر یہاں رہ کر ہر ایک شخص کو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطنی اور تجلیہ روح کیلئے عملی ہدایتیں مل سکیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے آپ نے سال میں تین جلسے منعقد کر رکھے ہیں۔ عیدین اور بڑے دن کی تعطیلوں میں اس کے علاوہ بھی بعض اور مہم دین کی خاطر حسب ضرورت جلسے کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ جلسہ جس کی روئیداد ہم لکھنے کو ہیں۔ اُن جلسوں میں سے ایک جلسہ ہے جو ہر سال عید الاضحیٰ کی تقریب پر ہوتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع:۔ یوں تو پہلے ہی سے سب احباب کو معلوم ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جلسہ ہوتا ہے اور اس کی اطلاع کسی مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ سے نہیں دی جاتی مگر ہمارے محسن ومخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جنہوں نے ایک عرصہ دراز سے حضرت امام کی صحبت میں رہنا اپنے لئے لازم کرلیا ہے اور صحبت سے قابل رشک فائدہ اٹھایا ہے۔ اپنے کامل ایمان کی وجہ سے ہمیشہ دوستوں کو دارالامان میں آنے اور رہنے کی تاکید بجائے خود کرتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ مومن کامل تب ہوتا ہے جب کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ مولانا موصوف کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ لوگ آکر وہ دیکھیں جو انہوں نے دیکھا ہے اور وہ حاصل کریں جو ان کو ملا ہے۔ اس لئے اس موقع پر بھی اُسی ایمانی جوش کے اقتضا سے انہوں نے اپنے ہر ایک شہر کے دوستوں کو متواتر خطوط کے ذریعہ مختلف مؤثر پیرایوں میں اس جلسہ پر آنے کی تحریک اور ترغیب دی گویا اس سارے مجمع کی جو اس تقریب پر ہوا بلانے والے حضرت مولانا موصوف ہی تھے اور آپ کے خطوط ہی اطلاع نامہ تھے۔

مہمانوں کی آمد:۔ 10 راپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اس موقع پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے اور اس سے پیشتر کبھی اس قدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے۔ چنانچہ ان کی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہنچی تھی۔ بہر حال امرتسر، بٹالہ، لاہور، وزیر آباد، سیالکوٹ، جموں، پشاور، گجرات، جہلم، راولپنڈی، کپورتھلہ، لودھیانہ، پٹیالہ، بمبئی، لکھنؤ، سنور وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے۔ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

یوم العرفہ اور حضرت اقدس کی دعا۔ یوم العرفات کے دن علی الصباح حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا نورالدین صاحب سلّمہ ربّہٗ کو بذریعہ ایک مختصری چھٹی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کیلئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں۔ اپنا نام اور جائے سکونت لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے۔ اس پر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بُلا کر ایک مختصری تقریر کی بعد حضرت اقدس کے ارشاد کے سب کو مطلع کیا اور ایک فہرست بنا کر حضور کی خدمت میں بھیج دی گئی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے وہ دن اور رات کا ایک بڑا حصہ دعاؤں میں گزارا۔ چونکہ اس روز احباب کثرت سے آرہے تھے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں۔ اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا لہٰذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے۔ اس طرح پر سخت حرج ہوتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کر کے اس حکم سے اطلاع دی مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا:

’’چونکہ میں خدا تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گزاروں اس لئے میں جاتا ہوں۔ تاکہ تخلّف وعدہ نہ ہو‘‘ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور دعا میں مصروف ہوگئے۔ اُس وقت آپ کا تشریف لے جانا گویا موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا نظر آتا تھا۔ بہر حال وہ دن اور رات آپ کی دعاؤں میں گزری۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریک کہ تقریر ضرور کریں ایڈیٹر صاحب الحکم فرماتے ہیں: حضرت مولانا صاحب یوں بھی جلسہ عید سے پیشتر ہی علی العموم ہر روز بعد شام عرض کر دیا کرتے تھے۔ کہ حضور تقریر ضرور کریں.......... بہر حال آج عید کی صبح کو مولانا موصوف اندر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ ’’میں آج خصوصیت کے ساتھ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ ’’خدا نے ہی حکم دیا ہے‘‘ اور فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شائد یہی مجمع ہو۔

غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جس قدر برکات و فیوض نازل ہوئے ہیں اور ہوں گے ان میں سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا۔ اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت اقدس نے خود کئی بار ان کی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے۔ (الحکم 17 اپریل 1900ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب وہ ہیں جن کے ریمارکس ہمیشہ پُر معنی ہوا کرتے ہیں اور بعض اوقات میں غور سے دیکھتا ہوں کہ ان کے منہ کی بات کہی ہوئی حضرت امام صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور اقوال سے ایسی جا ملتی ہے جیسے کہ بعض دفعہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق حضرت سرور انبیاء پر وحی نازل ہو جاتی تھی۔ (الحکم یکم مئی 1900ء)

نماز عید الاضحیٰ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت اقدس خطبہ کیلئے بیت اقصیٰ کے نیچے کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور اُردو میں ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا:۔

''میں اب چند فقرے عربی میں سناؤں گا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا۔ پہلے میں نے خیال کیا کہ شائد کوئی اور مجمع ہوگا جس میں یہ خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالیٰ مولوی عبدالکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو'' (الحکم 17 اپریل 1900ء)

ایک عظیم الشان نشان کا ظہور:۔ ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں: جب حضرت اقدس حسب تحریک جناب **مولانا** مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی باہمی خُلّت و اخوت پر تقریر فرما چکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے القاء و ایماء کے موافق حضور نے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ چونکہ یہ خطبہ آیات اللہ میں سے ایک زبردست آیت اور **لانظیر** نشان ہے۔ جو ہماری آنکھ سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا ہم خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست نشان فی الحقیقت ایک اعجاز تھا۔ غرض حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کیلئے تیار ہوئے اور حضرت **مولانا** مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت **مولانا** مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو آپ نے یا عباد اللہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا۔

حضرت اقدس نے اثناء خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ لفظ چلے جاتے ہیں۔ (الحکم یکم مئی 1900ء)

خطبہ کا ترجمہ:۔ جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر حضرت **مولانا** مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کیلئے کھڑے ہوئے۔

دعاؤں کی قبولیت کا نشان اور سجدہ شکر:۔ اس سے پیشتر کہ **مولانا** موصوف ترجمہ سنائیں حضرت اقدس نے فرمایا:

''اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں۔ اُن (کی) قبولیت کیلئے نشان رکھا گیا تھا۔ کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمدللہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں۔ (الحکم یکم مئی 1900ء)

ابھی حضرت **مولانا** موصوف ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ آپ

کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ”ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ **”مبارک“** یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔ (الحکم یکم مئی 1900ء، ملفوظات جلد 2، صفحہ نمبر 29-31)

خطبہ میں کیا ہے:۔ عید الاضحیٰ جو 11 ر اپریل 1900ء کو ہوئی۔ اس روز عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خطبہ یَا عِبَادَ اللّٰہِ فَکِّرُوْا سے شروع ہوتا ہے اور وَسَوْفَ یُنَبِّئُھُمْ خَبِیْر پر ختم ہوتا ہے۔ اس خطبہ میں قربانی کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس خطبہ الہامیہ کے متعلق اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

”11 ر اپریل 1900ء کو عید الاضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ **آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی** اور نیز یہ الہام ہوا کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۷۵)

اس کے ٹائیٹل پیج پر آپ فرماتے ہیں:

”اس میں مذکورہ معارف بزرگان سلف کی کتب میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے وحی کیے گئے۔“

وہ معارف کیا ہیں؟ اے خدا کے بندو اپنے اس دن میں کہ جو بقر عید کا دن ہے غور کرو اور سوچو کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کیلئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کیا جاتا ہے.............اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خون سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے.............اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو (۔) میں مروج ہیں وہ سب اسی مقصود کیلئے جو بذل نفس ہے بطور یاد دہانی ہیں۔ اور اس مقام کے حاصل کرنے کیلئے ایک ترغیب ہے۔ اور اس حقیقت کیلئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے اور اس کو اپنے مقصود کا عین قرار دے۔

پس اس مقام سے غافل مت ہو اے مخلوق کے گروہ اور نہ اس بھید سے غافل ہو جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے اور

قربانیوں کو اس حقیقت کے دیکھنے کیلئے آئینوں کی طرح بنادو اور ان وصیتوں کو مت بھلاؤ اور ان لوگوں کی طرح مت ہوجاؤ جنہوں نے اپنے خدا اور اپنی موت کو بھلا رکھا ہے۔

افسوس کہ لوگ ان موتیوں کی طرح کے معارف کو بھول گئے۔ ان کے نزدیک عید کا مفہوم صرف یہی ہے کہ نہا کر نئے کپڑے پہنے جائیں۔ اور اچھا اور عمدہ کھایا پیا جائے اور لہوولعب میں مشغول رہیں اور مرغی کی طرح نماز میں چونچیں ماری جائیں۔ وہ نہیں جانتے کہ کس غرض کیلئے بکریاں اور گائیاں ذبح کی جاتی تھیں۔ پس ہم دین کی مصیبتوں اور دنوں کی گردش پر انا للّٰہ پڑھتے ہیں۔ اس اندھیری رات کے وقت خدا کے رحم نے یہ تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو۔ پس میں وہ نور ہوں اور مجدد ہوں اور مہدی معہود اور مسیح موعود ہوں پس تم میرے بارے میں شک میں نہ پڑو۔

میں اس لئے آیا ہوں تا میرا خدا میرے ذریعے بعض اپنی جلالی اور جمالی صفتیں دکھلا وے۔ زمانہ ایک دافع شر کا بھی محتاج تھا۔ اور ایک رافع خیر کو بھی طلب کر رہا تھا۔ پس اُس نے مجھے بھیجا تا کہ دفع شر کروں اور اضافہ خیر کروں۔ پس میں دو رنگ والے لباسوں میں آیا۔ یعنی جلال اور جمال کا رنگ۔ اور جلال مجھے دیا گیا تا کہ میں شرک کو ختم کروں اور جمال بھی دیا گیا تا کہ میں توحید کو قائم کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خنزیر کو قتل کروں اور یہ قتل کرنا آسمانی ہتھیار سے ہے نہ کہ تلواروں اور تیروں کے ساتھ۔ اور اسی طرح مجھے حکم دیا گیا ہے میں مومنوں کے گھر اموال سے بھر دوں لیکن یہ اموال سونا چاندی نہیں بلکہ علم اور ہدایت کے اموال ہیں۔

خطبہ الہامیہ حفظ کرنے کی تحریک:۔ خطبہ چونکہ ایک زبردست علمی نشان تھا۔ اس لئے اسکی اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خدام میں تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں صوفی غلام محمد صاحب، حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب، مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ بعض اور رفقاء نے اسے زبانی یاد کیا بلکہ مؤخر الذکر دونوں نے بیت مبارک کی چھت پر مغرب وعشاء کے درمیان حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں بھی اُسے سنایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو انتہا درجہ ادبی ذوق رکھتے تھے وہ تو اس خطبہ کے اتنے عاشق تھے کہ اکثر اسے سناتے رہتے تھے اور اس کی بعض عبارتوں پر تو وہ ہمیشہ وجد میں آجاتے .... چھوٹے چھوٹے بچے جن کی عمر بارہ سال سے بھی کم تھی اس کے فقرے قادیان کے گلی کوچوں میں دہراتے پھرتے جو ایک غیر معمولی بات تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ نمبر 94)

آج ہمیں بھی اس خطبہ کو حفظ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین

☆----☆----☆----☆

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک دلنشیں پہلو

آپ کی احباب جماعت سے بے مثل محبت

(محمد محمود طاہر ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ)

قدرت ثانیہ کے مظہر چہارم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جو کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے 19/اپریل 2003ء کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی محبتوں اور شفقتوں کے انمٹ نقوش ہیں جن کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ مجلس انصار اللہ کے ساتھ حضور کا گہرا رشتہ تھا۔ انصار اللہ کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں آپ کی ولولہ انگیز قیادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۸۲ء تک آپ صدر انصار اللہ مرکزیہ کے طور پر خدمات بجالاتے۔ عہد صدارت میں آپ نے ملک کے چپہ چپہ کا دورہ کر کے مجلس انصار اللہ کی رہنمائی فرمائی۔ اراکین انصار اللہ آپ کی راہنمائی کے علاوہ آپ کی شفقت ومحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سیدنا طاہر کی سیرت کا ایک دلنشین اور نمایاں پہلو آپ کی احباب جماعت کے ساتھ دلی محبت اور شفقت ہے۔ آپ کی سیرت کا یہ پہلو ہمیں آپ کی ساری زندگی میں قدم قدم پر جلوہ فروز نظر آتا ہے۔ آپ کی شفقت ومحبت وعنایات کے گواہ دنیا کے پانچوں براعظموں کے لوگ ہیں۔ دنیا کے ہر احمدی نے آپ کی محبت وشفقت سے حصہ پایا اور آپ کی عنایات کے مزے لوٹے ہیں۔ شفقت ومحبت کے یہ انداز انفرادی واجتماعی ملاقاتوں میں خوب جھلکتے نظر آتے ہیں۔ جن میں تحائف کی تقسیم اور یادگاری تصاویر اتروانا اور اپنے مریدوں سے شفقت بھری باتیں اور قیمتی مشورے الغرض آپ کا وجود احباب جماعت کے لئے محبت کا بحر بیکراں نظر آتا ہے۔

ہجرت پاکستان نے آپ کی حساس اور مشفق طبیعت پر اہل پاکستان کے لئے محبت کے جذبات کے نئے رخ اختیار کئے۔ پاکستانی احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی داستان آپ کی محبت کو اور بھی گرماتی رہی۔ اس محبت کا اظہار آپ نے تقریر میں بھی کیا اور تحریر میں بھی کیا، نظم میں اور نثر میں بھی جذبات محبت بھڑکتے رہے اور مظلوم احمدیوں جن میں شہداء کے خاندان اور اسیران راہ مولیٰ بھی شامل تھے ان کے زخموں پر یہ محبت مرہم کا کام کرتی رہی۔ احباب جماعت کے ساتھ محبت اور جذبات کے اظہار کی چند جھلکیاں اختصار کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں ورنہ محبت کا یہ بہتا ہوا سمندر تھا جس سے ہم سب نے فیض پایا۔

دنیا میں ان جیسا بھی کوئی شخص ہو گا

مکرم ابراہیم نونن صاحب مربی سلسلہ سابق صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور سے میری

پہلی ملاقات ہوا تھی اس دن میں بہت ڈرا ہوا تھا لیکن جب حضور سے ملاقات ہوئی تو معاملہ مختلف تھا میں یہ ملاقات کبھی نہیں بھول سکتا مجھے حضور کے گلے لگ کے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے میری روح کو پاک وصاف کر دیا ہو۔

مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۹۷ء کے جلسہ میں مجھے حضور کی سیکیورٹی کی بھی سعادت ملی اور میں کرسی کے پیچھے کھڑا تھا اس دوران مجھے سخت بھوک محسوس ہوئی اور میں نے سوچا شاید کھانا سیکیورٹی ٹیم کے لئے بچ گیا ہوگا لیکن پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ نہیں میں ڈیوٹی پر ہوں اور ہمت باندھے رکھوں۔ اچانک اسی وقت حضور نے اپنی کرسی سے پیچھے مڑ کر مجھے کہا ابراہیم آؤ میرے ساتھ بیٹھ کے چائے پیو۔ میں نے حضور سے کہا میں ڈیوٹی پر ہوں حضور نے فرمایا کہ ادھر آجاؤ اور میرے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھانا کھالو اور چائے بھی پیو۔ جب میں بیٹھ گیا تو میری آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے اور میرا دل خدا تعالیٰ کی تعریف میں مگن ہو گیا کہ دنیا میں ان جیسا بھی کوئی شخص ہوگا۔ (خالد مارچ اپریل ۲۰۰۴ء ص ۲۳۷)

شدید بیماری میں احباب سے اظہار محبت

محترم ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب کا بیان ہے کہ جب حضور کا خون کی بند نالی کھولنے کا آپریشن ہونا تھا تو آپریشن میں کسی وجہ سے ایک گھنٹہ تاخیر ہوگئی تو حضور نے پوچھا آپریشن کا وقت ہوگیا ہے۔ کہا گیا کہ تھوڑی تاخیر ہے ساتھ یہ بھی آپ کو بتایا گیا کہ جماعت دعائیں بھی کر رہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضور کی آنکھوں سے آنسوؤں کی اس طرح جھڑی لگ گئی جس طرح ندی بہنی شروع ہوجاتی ہے اور آنسو اتنے بہے کہ ہچکی بندھ گئی حضور نے پوچھا احباب جماعت کو کس طرح پتا چلا کہ آپریشن ہونے والا ہے تو ذکر ہوا کہ ایم ٹی اے پر اعلان ہو رہے ہیں۔ حضور نا سازی طبع کی وجہ سے ان دنوں ٹیلی وژن نہیں دیکھ رہے تھے۔ حضور انور کو اس بات کا بے انتہا دکھ تھا کہ احباب جماعت کو میری وجہ سے اس قدر تکلیف ہو رہی ہے۔ اس بات کا دکھ نہیں تھا کہ اس قدر پیچیدہ آپریشن ہے اور اس کا نتیجہ میرے لئے کیا نکلے گا بلکہ دکھ تھا تو جماعت کے غم کا محترم ڈاکٹر نوری صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ جب حضور کو پہلی بار تکلیف ہوئی تو سیر کا مشورہ دیا گیا۔ ایک بار واک ختم کر کے واپس آتے ہوئے حضور کسی گہری سوچ میں تھے اور گاڑی کے باہر دیکھ رہے تھے پھر کافی دیر بعد رُخ انور سیدھا کیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عجب جماعت پیدا کی ہے اور روئے زمین پر ایسی جماعت دیکھنے میں نہیں آتی ساتھ ساتھ آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں (بیماری میں جو یہ فون فیکسز، خطوط اور صدقات دئے جا رہے تھے اس کا سوچ رہے تھے) نوری صاحب کہتے ہیں میں نے کہا حضور روئے زمین پر اس زمانے میں آپ جیسا شخص بھی تو کوئی نہیں۔ اس پر آپ نے انکساری میں اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا اور سر سے نفی کا اظہار فرمایا۔ (الفضل ۲۷ دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۷۸)

اہل پاکستان اور اہالیان ربوہ سے محبت

احباب جماعت پاکستان اور اہل ربوہ کے لئے حضور کی محبت ناقابل بیان ہے۔جس طرح مادر مہربان اپنے بچوں سے محبت کے لئے تڑپ رکھتی ہے اس سے بھی زیادہ حضور پیار اور محبت کی تڑپ رکھتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں تو ان کے لئے ملا جا چکا ہوں ۔اس محبت کا اظہار آپ نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء میں ان الفاظ میں فرمایا:۔

''تمام اہل پاکستان کو بھی بتاتا ہوں اور خاص طور پر ربوہ کے درویشوں کو کہ میں تو ''مُلا'' جا چکا ہوں میری زندگی میرا اُٹھنا بیٹھنا میرا جینا مرنا آپ کے ساتھ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ میں خدا کی راہ کے درویشوں کی محبت کو کبھی بھلا سکوں۔کوئی دنیا کی طاقت اس محبت کو میرے دل سے نوچ کو باہر نہیں پھینک سکتی۔کوئی دنیا کی کشش،کوئی دنیا کی نعمت میری نگاہوں کو آپ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف منتقل نہیں کرسکتی۔لاکھوں خدا کے پیارے ہیں جو مجھے بہت پیارے ہیں جو آپ کی طرح اپنے پیارے امام سے اور مجھ سے محبت کرتے ہیں صرف اس لئے کہ خدا کی طرف سے میں اس مقام پر فائز کیا گیا ہوں لیکن وہ سب محبتیں اپنی جگہ مگر اے ربوہ کے پاک درویشو! اے خدا کے در کے فقیرو! جو خدا کی خاطر دکھ دیئے جارہے ہو تمہاری محبت کا ایک الگ مقام ہے اس کی ایک عجب شان ہے اس کا کوئی دنیا میں مقابلہ نہیں کرسکتا''۔ (خطبات طاہر جلد ۳ ص ۵۳۱۔۵۳۲)

محبت اور جذبات سے بھرا منظوم کلام

اپنے منظوم کلام میں آپ کا ایک نمایاں موضوع احباب جماعت سے محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ایسی نظمیں جب پڑھی جاتیں جہاں احباب جماعت جذبات سے مغلوب ہوجاتے تھے وہاں آپ خود بھی آبدیدہ ہوجاتے اور محبت کا اظہار آنسوؤں کی جھڑی سے بھی ہوتا۔محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید تحریر کرتے ہیں:۔

حضورؒ کی معرکۃ الآراء نظم ''دیار مغرب سے جانے والو'' ۱۹۸۶ء کے جلسہ سالانہ UK میں پڑھنے کی خاکسار کو توفیق نصیب ہوئی۔اس کا سیاق وسباق بھی بڑا دلآویز اور حضور کی شفقت ومحبت کی داستان ہے یہ نظم عام معمول کے برخلاف جلسے کے آغاز میں پڑھنے کی بجائے جلسے کے اختتام پر پڑھوائی گئی......اختتام جلسہ کے موقع پر حضورؒ کی معرکۃ الآراء اور سوزوگداز سے لبریز نظم سُنائی اور نظم کا ایک ایک لفظ سامعین کے دل میں اُتر کر رقت پیدا کررہا تھا۔سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے حتیٰ کہ

حضورؒ خود بھی آبدیدہ ہو گئے اور رومال سے آنسو پونچھتے رہے۔ نظم کا مطلع ہی بڑا دردانگیز تھا۔

؎ دیارِ مغرب سے جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

(ماہنامہ خالد مارچ، اپریل ۲۰۰۴ء ص ۲۳۵-۲۳۶)

مندرجہ بالا نظم کے تین اشعار جو احباب جماعت کے ساتھ جذبات محبت سے پُر ہیں درج کرتا ہوں:۔

الگ نہیں کوئی ذات میری تمہی تو ہو کائنات میری
تمہاری یادوں سے ہی معنون ہے زیست کا انصرام کہنا

اے میرے سانسوں میں بسنے والو! بھلا جدا کب ہوئے تھے مجھ سے
خدا نے باندھا ہے جو تعلق رہے گا قائم مدام کہنا

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے میری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں میرے سجود و قیام کہنا

اسیران اور شہداء احمدیت سے بے مثل محبت

قوم کے لئے قربانی دینے والوں سے محبت ایک قومی تقاضا بھی ہے اس کے نتیجہ میں قربانی دینے والوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور نئے قربانی کرنے والے آگے آتے ہیں اس نفسیاتی نکتہ کی اہمیت کا آپ کو خوب ادراک تھا۔ پاکستان کے اسیران راہ مولیٰ اور شہداء کے خاندانوں کے ساتھ جو آپ نے محبت والفت اور شفقت کی ہے اس کا ہر احمدی گواہ ہے۔ ان کے لئے مستقل طور پر سیدنا بلال فنڈ کا قیام، اپنے خطبات اور درسوں میں باقاعدگی کے ساتھ ان کا ذکر جاری رکھتے رہے اور ان کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے جذبات سے مغلوب ہو جاتے۔ جلسہ ہائے سالانہ کے نعروں میں اسیران راہ مولیٰ کا نعرہ بھی شامل فرمایا۔ عید کے موقع پر خاص طور پر ان کی یاد میں سب کو شامل کرتے، رمضان کی دعا میں ان کا تذکرہ آپ کا معمول تھا اور اسیران اور شہداء کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آواز اکثر گلوگیر ہو جاتی تھی۔ عید قربان کے خطبات میں ان کی قربانیوں کا ذکر کرتے بلکہ ایک موقع پر فرمایا کہ ان کی قربانیاں بھی ذبح عظیم میں داخل ہیں۔ اسیروں کی محبت کا ایک طریق یہ اختیار فرمایا کہ احباب جماعت جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور مجبور قیدیوں کی رہائی اور ان کی دلداری کے سامان کریں تا مولیٰ کریم ہمارے اسیران کو رہائی اور سکھ عطا کرے۔ حضور اپنی تضرعات اور منظوم کلام میں بھی اسیران کی رہائی کے

لئے اپنے مولیٰ سے خیرات مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں آج شہدائے احمدیت کے خاندان، اسیران راہ مولیٰ اور ان کے خاندان گواہ ہیں کہ سیدنا طاہر کو ان سے کس قدر محبت تھی اور وہ ان کے لئے کتنا تڑپتے تھے۔

شفقت و محبت اور لطیف مزاح

حضور بڑی لطیف حس مزاح رکھتے تھے اور اس کا استعمال احباب جماعت کے ساتھ پیار اور محبت کے لئے بھی فرماتے۔ اردو کلاس میں بچوں اور بڑوں کے ساتھ محبت والفت کے یہ نظارے اور قہقہوں کی صدائیں ابھی تک کانوں میں رس گھولتی ہیں۔ کبھی موٹا بچہ کے ساتھ پیار اور کبھی اسماعیل آڈو صاحب کے ساتھ محبت وشفقت اور کبھی مجالس سوال وجواب میں محترم بشیر حیات صاحب اور چوہدری محمد عبدالرشید صاحب کے ساتھ دل لگی کی باتیں اور ان کے دلچسپ سوالات کے جوابات میں ظرافت کے لطیف انداز دکھائی دیتے تھے۔ چوہدری محمد عبدالرشید صاحب آف لندن برادر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جب حضور بیمار ہوئے تو عاجز نے حضور کو ایک خط لکھا کہ حضور آپ کے لئے ’’ڈھڈ وں‘‘ (پیٹ سے) دعائیں نکلتی ہیں اور دل کی گہرائی سے آتی ہیں حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ:

’’آپ کی دعاؤں کا جزا کم اللہ احسن الجزاء۔ آپ کا تو پیٹ بھی ماشاءاللہ کافی بڑا ہے میرے لئے کافی دعائیں نکلتی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔ آمین‘‘۔ (الفضل ۲۷/دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۲۱)

اس لطیف مزاح میں آپ کی احباب کے ساتھ محبت اور شفقت جھلکتی ہے۔

اخوت کی ایک اٹوٹ آسمانی لڑی

مضمون کا اختتام آپ کی ایک محبت بھری تحریر سے کرتا ہوں۔ حضورؒ نے ربوہ سے ہجرت کے بعد لندن سے اپنے پہلے پیغام محررہ ۴/مئی ۱۹۸۴ء کے آخر پر احباب جماعت کو محبت سے لبریز ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:۔

’’میرے بھائیو! میرے دل سے زیادہ پیارے بھائیو جو میرے ساتھ اخوت کی ایک اٹوٹ آسمانی لڑی میں پروئے گئے ہو میں جانتا ہوں کہ تم بھی تقویت ایمان اور ثبات قدم کے ایک بلند مقام پر فائز کئے گئے ہو یقین رکھو کہ ایسا ہی ہوگا مگر ابھی آزمائش کے چند دن باقی ہیں اس لئے راتوں کو اُٹھ کر بہت رویا کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ روتا رہوں گا۔ اپنی صبحوں کو بھی آنسوؤں میں بھگوئے رکھو اور شاموں کو بھی اور اپنے رب سے یہ عرض کرتے رہو کہ

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کی طرف سے مجھے کوئی دکھ نہ دکھائے وہ تو خوب جانتا ہے کہ **آپ کے لئے میری برداشت کا آبگینہ بہت نازک ہے"۔** (الفضل ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۳ء)

سنا ہے اس کے غلام اس کے عہد الفت میں
کرشمے آج بھی حسنِ ازل کے دیکھتے ہیں

3/ اپریل 1987ء تحریک وقف نو کا اعلان

احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال اور اس صدی میں ابھرنے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 3/ اپریل 1987ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دوران تاریخی تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا۔ اس تحریک پر والہانہ انداز میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد نے لبیک کہا اور ہزار ہا جگر گوشے اس تحریک میں پیش کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے کئی واقفین نو عملی میدان میں بھی قدم رکھ چکے ہیں اور ہزاروں منتظر بیٹھے ہیں۔ واقفین نو بچوں کی شروع سے اعلیٰ رنگ میں دینی تربیت کرنا والدین کا فرض ہے۔ ان میں محبت الٰہی، سچ کی عادت، جھوٹ سے نفرت، اطاعت نظام، قناعت، سلسلہ سے وفا اور انہیں ذیلی تنظیموں سے وابستہ کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

روزنامہ پاکستان میں
شائع ہونے والے ایک مضمون پر تبصرہ

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے یہ خصوصی مضمون ادارہ ھذا کی درخواست پر سپرد قلم کیا ہے۔ (ادارہ)

روزنامہ پاکستان میں مورخہ ۱۲ فروری ۲۰۱۰ء کو نعیم ملک صاحب کا ایک مضمون ''مرزا غلام احمد قادیانی کی سائنسی ایجادات'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ مضمون کا عنوان کسی سنجیدہ سوچ کی بجائے استہزاء کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس مضمون کے مندرجات بھی اس کے عنوان کی طرح کسی سنجیدہ تحقیق سے خالی نظر آتے ہیں۔

ہر اس شخص کے لئے جو کسی بھی تحریر کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہو یہ ضروری ہے کہ وہ یہ تسلی کر لے کہ اس نے اس تحریر کے مفہوم کو سمجھ لیا ہے اور جس رائے کا اظہار وہ کر رہا اس کے بارے میں کم از کم بنیادی معلومات اس نے حاصل کر لی ہیں۔ ورنہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ عجلت میں یا جوش میں ایک رائے قائم کر کے اس کا اظہار تو کر دیا جاتا ہے لیکن بعد میں یہ علم ہوتا کہ ابھی رائے کا اظہار کرنے والے شخص نے زیر بحث تحریر کو یا تو مکمل طور پر پڑھا ہی نہیں تھا یا مناسب علم نہ ہونے کی وجہ سے اس کے مفہوم کو سمجھ نہیں پایا تھا اور ابھی زیر بحث موضوع کے بارے میں بنیادی معلومات بھی حاصل نہیں کی گئی تھیں۔ یہ ذمہ داری اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کوئی لکھنے والا تحریری صورت میں اپنی رائے کو شائع کر رہا ہو کیونکہ اس صورت میں ایسی غلطی کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں تو ایسی چیزوں کے بارے میں کوئی موقف قائم کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ جس کے بارے میں مناسب علم حاصل نہ کیا گیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولا تقف ما لیس لک بہ علم (بنی اسرائیل: ۳۷) اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

لیکن بہت سے لکھنے والے اس احتیاط کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تحریر علمی سوچ کی مظہر ہونے کی بجائے محض خفت کا باعث بن جاتی ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے حضرت مسیح موعود کی تصنیف ''چشمہ معرفت'' کے کچھ حوالے درج کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سائنسی نقطہ نگاہ سے یہ نظریات غلط ہیں لیکن جب چشمہ معرفت میں مذکورہ مقامات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت صاف نظر آ جاتی ہے کہ مضمون لکھنے والے صاحب یہ سمجھ نہیں پائے کہ ان مقامات میں کس موضوع کا ذکر ہے اور کیا مضمون بیان ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ سائنس کی رو سے جو اعتراضات لکھے گئے ہیں جب

ہم جدید تحقیق پر انہیں پرکھتے ہیں تو یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو لکھنے سے قبل بنیادی سائنسی معلومات حاصل نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے اس قسم کی غلطیاں سرزد ہوئیں۔اس سے قبل کہ چشمہ معرفت کے مذکورہ حوالے پیش کئے جائیں یا اس مضمون میں کئے گئے اعتراضات کا ذکر کیا جائے،اس بحث کا جوکہ چشمہ معرفت کے ان مقامات میں اُٹھائی گئی پس منظر درج کرنا ضروری ہے۔

انیسویں صدی کے اختتام پر اور بیسویں صدی کے آغاز پر ہندو فرقہ آریہ سماج اپنے عروج پر تھا۔وہ اپنے آپ کو موحد ظاہر کرتے تھے بت پرستی کے خلاف تھے لیکن اس کے ساتھ اسلام پر اور قرآن کریم پر شدید حملے کرنا ان کا معمول تھا۔ ویدوں پر اپنی تعلیمات کی بنیاد رکھتے ہوئے ان کا نظریہ تھا کہ خدا کی طرح روح اور مادہ بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔خدا نے ان کو اور ان میں پائے جانے والے خواص کو پیدا نہیں کیا۔اور اس طرح توحید پرست ہونے کے دعوے کی باوجود یہ کائنات کے ذرے ذرے کو خدا تعالیٰ کا شریک بنا رہے تھے۔چنانچہ اس فرقہ کے بانی پنڈت دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں۔ایشور، جیو اور عالم کی علت (مادہ) یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں۔واضح رہے ایشور کا مطلب خدا اور جیو کا مطلب روح ہے۔پھر وہ لکھتے ہیں:۔

مادہ، جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یعنی یہی تینوں ساری کائنات کی علت ہیں لیکن ان کی کوئی علت نہیں۔اس ازلی مادہ کو ازلی جیو بھوگتا ہوا اس میں غلطاں رہتا ہے۔اور پرماتما نہ تو اس میں بھوگ کرتا ہے اور نہ ہی اس میں غلطاں ہوتا ہے۔

(ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند اردو ترجمہ مہتہ رادھا کرشن جی باب ہشتم ص ۲۷۱ و ۲۷۲)

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر جانور کی بھی روح ہوتی ہے اور اگلے جنم میں غلط اعمال کرنے والے انسانوں کو سزا کے طور پر مختلف جانوروں کے روپ میں پیدا کیا جاتا ہے۔یہ روح پیدا ہونے سے قبل بچے تک کیسے پہنچتی ہے اس کے بارے میں پنڈت دیانند اور آریوں کا نظریہ تھا۔سو اس طرح ہوتا ہے کہ روح اپنے اعمال کے نتائج سے گردش کرتی اور اپنے افعال کی تاثیر سے گھومتے پانی یا کسی اناج یا ہوا سے ملتی ہے پھر جب وہ پانی یا کسی بوٹے وغیرہ کے ساتھ مل جاتی ہے تو جیسے جس کے افعال کا اثر یعنی جتنا جس کو سکھ یا دکھ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کے موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم میں ملکے شکم مادر میں داخل ہوجاتی ہے۔پھر جب حیوان یا انسان میں وہ غذا کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اس کے جسم کے حصہ کی کشش سے اس کا جسم بنتا ہے اسی طریقہ سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے۔روح نکلنے کے بعد آفتاب کی کرنوں کے ساتھ اوپر کو کھنچی جاتی ہے اور پھر چاند کے نور کے ساتھ (اوس کی طرح) زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔پھر بموجب طریقہ مذکورہ بالا جسم اختیار کرتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲۔مندرجہ بالا عبارت ستیارتھ پرکاش کے اول ایڈیشن میں موجود تھی جو کہ ۱۸۷۵ میں شائع ہوا

تھا۔ جب ان غلط نظریات کی وجہ سے انہیں بار بار خفت اُٹھانی پڑی تو بعد کے ایڈیشنوں میں یہ عبارت غائب کر دی گئی گو کہ روح کے بارے دوسرے غلط نظریات ان میں قائم رہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرلی دھر صاحب سے مباحثہ ہوا تو انہیں یہ اول ایڈیشن دکھایا گیا۔) قرآن کریم کا بیان فرمودہ عقیدہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ خالق کل شیء و ھو علی کل شیء وکیل ٥ (الزمر:٦٣) یعنی اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔ یعنی خواہ روح ہو یا مادہ ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز ہمیشہ سے نہیں سب کو خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔

آریوں کی طرف سے روح کے بارے میں اس نظریہ پر شدید اعتراضات کئے جاتے تھے جسے قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سی تحریروں اور مباحثوں میں روح کے بارے میں اس نظریہ کا بطلان دلائل سے ثابت فرمایا ہے جسے ویدوں کی تعلیم کی بناء پر آریہ پیش کرتے تھے۔ اور یہ دلیل بھی پیش فرمائی کہ یہ عقیدہ کہ روح چاندنی رات میں شبنم کی طرح زمین کی کسی بوٹی پر گرتی ہے اور جب اس کو کوئی حاملہ عورت یا کوئی اور جاندار کھاتا ہے تو یہ اس کے ہونے والے بچے میں داخل ہو جاتی ہے عقل کے بھی خلاف ہے کہ کیونکہ زمین کی سطح سے بہت نیچے بھی جاندار رہتے ہیں جن کا زمین کی سطح یا اس پر موجود سبزہ سے کچھ تعلق نہیں ہوتا ان میں روح پھر کہاں سے آجاتی ہے۔ اگر ایک پھل لو اور اسے سڑنے دو تو اس میں کئی کیڑے پیدا ہو جائیں گے۔ اب یہ درخت سے جدا پھل تو زمین پر سبزے کو نہیں کھاتا کہ وہاں سے روح ان کیڑوں میں آجائے۔ ان کیڑوں کے انڈے پہلے سے موجود ہوتے ہیں اس وقت ان میں روح نہیں ہوتی کیونکہ اگر اس پھل کو سڑنے سے قبل ہی ان کو کھا لیا جائے تو وہ روح کہاں جائے گی؟ اسی طرح ایک گوشت کا ٹکڑا سڑنے دیا جائے تو اس میں بھی کیڑے نظر آنے لگ جائیں گے۔ ان کیڑوں میں روح کہاں سے آجاتی ہے۔ گوشت کا ٹکڑا تو زمین پر موجود سبزے کو نہیں کھاتا کہ اس طرح اس میں یہ سب روحیں داخل ہوں اور پھر ان کیڑوں کے انڈوں میں داخل ہو کر ان کیڑوں کی روحیں بن جائیں۔ یہ دلائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت بھی پیش فرمائے تھے جب آریہ لیڈر مرلی دھر صاحب سے آپ کا مباحثہ ہوا جو کہ سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع ہوا اور یہی دلائل چشمہ معرفت میں بھی پیش فرمائے گئے ہیں اور یہاں پر آریہ سماج کے ان نظریات کا بطلان ظاہر کیا گیا جو وہ روح کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔

چشمہ معرفت کے ان حوالوں میں جو کہ نعیم ملک صاحب نے اپنے اس مضمون میں درج کئے ہیں روح کی پیدائش کے بارے میں ذکر ہو رہا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چشمہ معرفت میں اس بحث کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب بچہ کا پورا قالب طیار ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت اور امر سے اسی قالب میں سے روح پیدا

ہوجاتی ہے۔یہ وہ واقعات ہیں جو مشہود اور محسوس ہیں۔اسی کو ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہوئی۔کیونکہ ہم روح کو جسم اور جسمانی نہیں کہہ سکتے اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ روح اسی مادہ میں سے پیدا ہوتی ہے جو بعد اجتماع دونوں نطفوں کے رحم مادر میں آہستہ آہستہ قالب کی صورت پیدا کرتا ہے اور اس مادہ کے لئے ضروری نہیں کہ ساگ پات کی کسی قسم پر روح شبنم کی طرح گرے اور اس سے روح کا نطفہ پیدا ہو۔بلکہ وہ مادہ گوشت سے بھی پیدا ہو سکتا ہے خواہ وہ گوشت بکرہ کا ہو۔یا مچھلی کا یا ایسی مٹی ہو زمین کی نہایت عمیق تہہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ہاں بلاشبہ یہ خدا کی قدرت کا ایک راز ہے کہ وہ جسم میں سے ایسی چیز پیدا کرتا ہے کہ وہ نہ جسم ہے نہ جسمانی۔پس واقعاتِ موجودہ مشہودہ محسوسہ ظاہر کر رہے ہیں کہ آسمان سے روح نہیں گرتی بلکہ یہ ایک نئی روح ہوتی ہے جو کہ ایک مرکب نطفہ میں سے بقدرتِ خدا پیدا ہوجاتی ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۴۴)

اس کے بعد یہ بحث آگے جاری رہتی ہے۔مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ بحث روح کی پیدائش کے بارے میں ہو رہی ہے۔جسمانی پیدائش سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن روزنامہ پاکستان میں شائع ہونے والے مضمون کے مصنف نعیم ملک صاحب یہ صفحات پڑھتے ہوئے کسی طرح یہ سمجھ بیٹھے کہ ان صفحات میں یہ لکھا ہے کہ گوشت وغیرہ اور دوسری مردہ اشیاء سے زندہ کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں اور ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنے والدین کے نطفہ سے ہی پیدا ہوں۔یہ نظریہ ارسطو نے بھی پیش کیا تھا اور سائنس کی تاریخ میں اسے Abiogenesis کہا جاتا تھا اور پھر جب سائنس نے ترقی کی تو اس نظریہ کو ترک کر دیا گیا اور یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ صرف ایک زندہ چیز ہی اپنی جیسی دوسری زندہ چیز کو جنم دے سکتی ہے اور اس نظریہ کو Biogenesis کہا جاتا ہے۔اور اس مضمون کے مصنف نے یہ اعتراض اُٹھایا ہے کہ مرزا صاحب نے آریوں کے عقائد کو تو خلافِ عقل قرار دیتے ہیں لیکن ان کی اپنی تحریر سائنسی حقائق کے خلاف ہے۔

کوئی پڑھنے والا یہ دیکھ سکتا ہے یہ ذکر تو اس بات کا ہو رہا ہے کہ کیڑوں مکوڑوں اور دوسرے جانداروں میں روح کہاں سے آتی ہے؟ اس ذکر کا Biogenesis یا Abiogenesis کی بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں۔بلکہ سرسری نظر ڈال کر ہی کوئی پڑھنے والا یہ بات خود دیکھ سکتا ہے کہ مندرجہ بالا حوالے میں اور اس کے بعد بھی بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ یہ پیدائش مرکب نطفہ سے ہوتی ہے۔جس کا مطلب ظاہر ہے کہ جاندار اپنے والدین کے نطفہ یا انڈے سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور دوسری بے جان اشیاء سے کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا نہیں ہوسکتے۔اس طرح اس عبارت میں اور اس کے بعد کی تحریر میں تو Abiogenesis کے نظریہ کی تردید پائی جاتی ہے۔اور اگر کسی کو اس مضمون کے کسی جملہ سے کوئی غلط فہمی ہو بھی تو اسے

پڑھنے کے بعد اس غلط فہمی کا کوئی جواز نہیں رہتا۔دوسرے لفظوں میں نعیم ملک صاحب نے جس غیر سائنسی نظریات کا الزام لگایا ہے وہ نہ صرف اس تحریر میں موجود نہیں بلکہ انہی الفاظ میں ان کی تردید موجود ہے۔روزنامہ پاکستان میں شائع ہونے والے اس مضمون میں اُٹھائے گئے اعتراضات کو عقل قبول نہیں کر سکتی۔

اس بنیادی غلطی کے علاوہ اس مضمون میں چشمہ معرفت میں اس بحث کے کچھ حوالے اور دی گئی مثالیں درج کر کہ انہیں سائنس کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔لیکن کوئی بھی شخص جو سائنس میں دلچسپی رکھتا ہے یہ محسوس کر لے گا کہ غالباً اس مضمون کے مصنف کے علم میں بہت سے سائنسی حقائق نہیں تھے کیونکہ سائنسی علوم نہ صرف ان مثالوں کی تائید کرتے ہیں بلکہ جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں سے بہت سی اب دنیا بھر میں بھرپور تحقیق کا موضوع بنی ہوئی ہیں اور ان کو اب اپنی ذات میں سائنس کے ایک میدان کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور Microbiology کی ترقی نے ان باتوں کو سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے۔اس لئے ہم اکثر مثالیں بیکٹیریا کی دیں گے۔اب ان میں سے کچھ مثالیں پیش ہیں۔مثلاً انہوں نے چشمہ معرفت کا یہ حوالہ درج کر کے اسے سائنس کے خلاف قرار دیا ہے بلکہ اس حوالہ کو طنز کے طور پر اس مضمون کی ایک سرخی میں بھی شامل کیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستر اسی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے اس میں جاندار پائے جاتے ہیں'' (روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۳۰)

ہمارے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ اس جملہ پر سائنس کی رو سے کیوں اعتراض اُٹھایا گیا یہ تو ایک ثابت شدہ سائنسی حقیقت ہے بلکہ جدید تحقیقات نے تو اس مضمون کو اور آگے بڑھا کر اسے بالکل واضح کر دیا ہے۔چونکہ جوں جوں ہم سطح زمین کے نیچے جاتے جائیں تو درجہ حرارت بڑھتا جائے گا اس لئے کئی دہائیاں پہلے یہ خیال تھا کہ اتنے زیادہ درجہ حرارت پر کوئی جاندار چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔یہی وجہ تھی کہ جب ۱۹۲۰ کی دہائی میں شکاگو کے ایک ماہر ارضیات Bastin نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زیر زمین تیل کے ذخائر کی سطح پر بھی بیکٹیریا موجود ہو سکتے ہیں تو بہت کم لوگوں نے ان کی بات پر توجہ دی لیکن وقت کے ساتھ ایسے بیکٹیریا دریافت ہوئے جو بہت زیادہ درجہ حرارت پر نہ صرف زندہ رہ جاتے تھے بلکہ تیز رفتاری سے بڑھتے بھی رہتے تھے۔پھر South Carolina میں آدھے کلومیٹر کی گہرائی پر بیکٹیریا دریافت ہوئے ،پھر ورجینیا میں ۳ کلومیٹر کی گہرائی پر بیکٹیریا دریافت ہوئے اور ایک سائنسدان Tommy Gold نے اعلان کیا کہ سویڈن میں سات کلومیٹر گہرائی سے بیکٹیریا دریافت کیا گیا ہے۔اور اب بیکٹیریا کی قسموں کی تعداد جو کہ زمین کی اتنی گہرائی پر پائے جاتے ہیں ہزاروں میں پہنچ چکی ہے۔Antarctic کی برف کی دبیز تہہ کے نیچے بھی بیکٹیریا دریافت ہو چکے ہیں۔

(The fifth miracle by Paul Davis,published by Simon & Schuster p165-171)

ان حقائق کی موجودگی میں اور سائنسی ترقی کے دور میں اس جملہ پر اعتراض اُٹھانا کہ زمین کے اندر ستر اسی ہاتھ تک جاندار پائے جاتے ہیں صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اعتراض کرنے والے اس موضوع پر بنیادی حقائق جاننے کی کوشش نہیں کی سائنس کی رو سے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں اُٹھ سکتا۔ پھر اس مضمون میں ایک اور اعتراض چشمہ معرفت کے اس جملہ پر کیا گیا ہے۔

''اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ پر نظر لگائے رکھو تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا کیڑے بن جائیں گے'' (روحانی خزائن جلد۲۳ ص۱۲۵)

اس جملہ سے چند سطریں پہلے یہ لکھا ہوا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ میں ہزارہا کیڑے پائے جاتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ خورد بینی جراثیموں کا ذکر ہو رہا ہے اور اردو میں جرثومے کے متعلق بھی کیڑے کا لفظ بولا جاتا ہے۔ (ملاحظہ کیجئے فیروز اللغات۔زیر لفظ جرثومہ)

یہ ایک عرصہ سے معلوم سائنسی حقیقت ہے کہ دودھ میں بیکٹیریا غیر معمولی تیزی سے بڑھتے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہزاروں بکٹیریا کا پیدا ہو جانا تو ایک بالکل معمولی سی بات ہے بیماری پیدا کرنے والے بیکٹیریا میں Coli,Salmonella,Listeria اور بہت سے دوسرے بیکٹیریا شامل ہیں اور اب جدید سائنسی تحقیق نے گذشتہ چند سالوں میں اس مضمون کو بہت آگے بڑھا دیا ہے۔ماں کے دودھ میں بھی قدرتاً بہت سے بیکٹیریا موجود ہوتے ہیں جو کہ بچے کی صحت کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور اس کے جسم میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں اور آج کل اس موضوع پر بہت تحقیق ہو رہی ہے۔ایک ملی لیٹر دودھ میں ایک لاکھ بیکٹیریا کا پایا جانا تو بالکل ایک نارمل بات ہے۔یہ بیکٹیریا عموماً Lactobacillus قسم کے ہوتے ہیں مثلاً دو تین سال پہلے ہی انسانی دودھ میں بغیر آمیزش کے ایک نئے بیکٹیریا Lactobacillus Salivarius CECT5713 کا انکشاف ہوا تھا اور اب ان فائدہ مند بیکٹیریا کو تو بہت سی بیماریوں کو علاج کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔مثلاً انہیں اسہال کے علاج میں استعمال کیا جا رہا ہے۔دنیا میں بچوں کے امراض پر شاید ہی کوئی کانفرنس اب ہوتی ہو جس میں اس موضوع پر ایک سے زائد مقالے نہ پڑھے جاتے ہوں۔

(*Journal of Dairy Science 2007.90:3583-3589.doi:10.3168/jds.2006-685*)

اس پس منظر میں چشمہ معرفت کے اس جملہ پر اعتراض کرنا محض ایک بے معنی سی بات ہے۔پھر نعیم ملک صاحب نے اس حوالہ پر بھی اعتراض کیا ہے کہ یہ سائنسی حقائق کے خلاف ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مر جاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چھپے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں ان اسرار کو بجز خدا تعالیٰ کے کون سمجھ سکتا

ہے‘‘(روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۷۲) یہ اعتراض بھی حیاتیات (Biology) کے ایک علم Insect Winter Ecology سے عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔اس حوالے کو سمجھنے کے لئے بعض سائنسی حقائق کا جاننا بھی ضروری ہے۔حشرات الارض Ectothermic جاندار ہیں۔یعنی انسان کی طرح یہ اپنی حرارت خود پیدا نہیں کرتے بلکہ ماحول سے Heat حاصل کرتے ہیں۔جب شدید سردی کا موسم آئے تو مختلف حشرات الارض اس سردی سے اپنی جان بچانے کے لئے تین قسم کے راستے اختیار کرتے ہیں۔بعض گرم جگہ کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔بعض اپنے جسموں میں ایسی صلاحیت رکھتے ہیں کہ جب سردی کا موسم آئے تو یہ اپنے جسموں میں ایسا مادہ پیدا کرتے ہیں اور ایسی تبدیلی لاتے ہیں کہ ان کے جسم میں پانی صفر سے بھی نچلے درجہ حرارت پر منجمد نہیں ہوتا اور ان کا جسم برف میں تبدیل ہونے سے بچ جاتا ہے۔اس عمل کو سائنسی اصطلاح میں Freeze Avoidance کہا جاتا ہے۔بعض حشرات الارض ایک تیسرا راستہ اختیار کرتے ہیں اور یہ قسم قابل توجہ ہے۔یہ حشرات الارض اپنے جسم میں یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر منجمد ہو کر بھی بچ جاتے ہیں اور ان کا جسم اس قابل ہوتا ہے کہ جب موسم بہتر ہو تو وہ اپنی معمول کی زندگی پر واپس آسکیں۔ان میں سے بعض کے جسم کا وہ پانی جو خلیوں سے باہر برف بن جاتا ہے اور بعض کے جسم کے خلیے (Cells) بھی منجمد ہو جاتے ہیں۔اس عمل کو Freeze Tolerance اور Cryogenesis کہا جاتا ہے۔اس میں ان حشرات الارض کے دل کی دھڑکن رک جاتی ہے۔اور ان کا Metabolism صفر ہو جاتا ہے۔جو حشرات الارض یہ صلاحیت رکھتے ہیں ان کو اصطلاحاً Bugsicle بھی کہا جاتا ہے۔اس حالت میں ان میں زندگی کا عمل بالکل رک چکا ہوتا ہے۔لیکن جب بہار کا موسم آتا ہے تو یہ پھر زندگی کا عمل شروع کر لیتے ہیں۔لیکن منجمد ہونے کے بعد بھی ان کے Cells مجروح نہیں ہوتے جبکہ اگر ہمارے یا دوسرے جانوروں کے Cells کو منجمد کیا جائے تو وہ شدید مجروح ہو جائیں گے۔ایسے حشرات الارض کی بعض مثالیں درج کی جاتی ہیں:۔

Wolly Bear(Pyrrharctia isabella), Flightless Midge (Belgica antarctica), Alpine Cockroach, Goldenrod gall flies, Praying Mantis

حیاتیات کا یہ علم Cryobiology کہلاتا ہے۔اور آجکل اس میں سائنسدان بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔کیونکہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اگر ایسا طریقہ دریافت ہو جائے کہ انسان کا جسم یا اس کے اعضاء منجمد تو کر لیئے جائیں لیکن ان کے خلیوں کو نقصان سے بچا لیا جائے تو پھر انسانی جسم کو بھی اس طریق پر مستقبل کے لئے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔اس میں دلچسپی لینے والوں کا موقف ہے کہ طبی طور پر موت جس طرح دل کی دھڑکن کا رک جانا اور جسم کی موت میں ایک فاصلہ ہوتا ہے اور اگر اس دوران

جسم کو کامیابی سے منجمد کر لیا جائے تو مستقبل میں جب طبی علم بڑھ چکا ہوگا انسانی زندگی کو دوبارہ بحال کر کے موت کی حالت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ (یہ مضمون انٹرنیٹ پر موجود ہے Cryogenic Bugsicles by Albert Burchsted)

(Scietific Justification of Cryonics Practice by Benjamin P.Best Rejuvenile Research vol 2 no 2 2008)

چشمہ معرفت کے اس حصہ میں یہ سائنسی مضمون بیان ہوا ہے۔

پھر مضمون نگار نے اس بات پر بھی اعتراض کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ زمین کی ہر چیز میں جاندار موجود ہے یہاں تک کہ زنگ خوردہ لوہے میں بھی کیڑا پیدا ہوتا ہے بعض پتھروں میں بھی کیڑا دیکھا گیا ہے۔ شاید کسی زمانہ میں یہ باتیں سائنس کا علم رکھنے والوں کو اچھنبے میں ڈالتی ہوں لیکن اب تو یہ مسلمہ سائنسی حقائق کا درجہ رکھتے ہیں کجا یہ کہ ان پر اعتراض کیا جائے۔ بیکٹیریا کی ایک قسم ہے جسے کہا ہیIron Bacteria جاتا ہے۔ اب تو یہ بھی دریافت ہو چکا ہے کہ یہ بیکٹیریا لوہے کو جو Ferrous Hydroxide کی صورت میں ہو آکسیجن سے ملا کر پانی کے مالیکیول اور Ferric Oxide پیدا کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ لوہے کو جو Ferric Oxide کی صورت میں ہو پانی سے ملا کر Ferrous oxide اور آکسیجن پیدا کرتے ہیں۔ یہ بیکٹیریا لوہے پر پلتے بھی ہیں اور خود زنگ جیسے کیمیاوی مواد پیدا کرتے ہیں۔ اور یہ نکاس کے نظام میں اور اس کی پائپوں میں بھی اس زنگ جیسے مواد کو جمع کرتے ہیں۔ (Iron Bacteria :Wkipedia) اور پتھروں کے باریک سوراخوں کے اندر زندگی کا پایا جانا تو کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تعجب کا اظہار بھی کیا جائے۔ یہاں ایک دلچسپ تحقیق درج کرنی ضروری ہے جو کہ Oregan State University کے سائنسدانوں نے کی۔ انہوں نے ۲۰۰۳ میں یہ دلچسپ اعلان کیا کہ ان کے سائنسدانوں نے جن میں پروفیسر مارٹن فسک (Marton Fisk) بھی شامل تھے، ایک Vocanic Rock میں ۱۳۰۰ میٹر کی گہرائی میں جا کر بیکٹیریا دریافت کیا جو کہ اس چٹان کے اندر رہ رہا تھا۔ (یہ تفصیلات اس یونیورسٹی کی انٹرنیٹ سائٹ پر مل سکتی ہیں)۔ اس مثال دینے کا مقصد یہ ہے کہ اب تو یہ مضمون بہت آگے جا چکا ہے اور حضرت مسیح موعود نے جو مثال بیان فرمائی تھی اس کی تائید میں اتنے شواہد سامنے آ چکے ہیں کہ اس بات پر تعجب کے اظہار پر ہی تعجب ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا بیکٹیریا بھی موجود ہے جو کہ انسان کے بنائے ہوئے مضبوط کنکریٹ کی پائپوں کو بھی کھا کر ختم کر دیتا ہے۔ اس کا نام Thiobacillus Concretovarus ہے اور اس کی کارستانی کی وجہ سے قاہرہ اور آسٹریلیا کے بعض شہروں کا Sewage System بھی تباہ ہوا یہ بکٹیریا Sulfuric Acid پیدا کرتا ہے پہلے بحیرہ مردار کے متعلق خیال تھا کہ وہاں کوئی زندگی نہیں مگر وہاں بھی بیکٹیریا دریافت ہو چکے ہیں جن میں سے ایک کا نام Halobacterium Halobium ہے۔ قطب جنوبی کی برف کی ضخیم تہہ کے نیچے بھی بیکٹیریا دریافت ہو چکا ہے۔ سمندر کی تہہ پر زمین کی گہری دراڑوں میں سے بھی زندگی دریافت ہو چکی ہے اور تو اور Nuclear Reactor کے Waste Tank کے اندر جہاں پر اتنی زیادہ نیوکلیر ریڈیائی لہریں موجود ہوتی ہیں ایسے بیکٹیریا مل چکے ہیں جو کہ پلوٹونیم اور یورینیم کو کھا رہے تھے اور زندہ تھے ان کا نام Microphilus Radiophilus ہے۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ

اعتراض کرنا کہ یہ کیوں لکھا کہ زمین میں ہر جگہ زندگی موجود ہے نا قابل فہم ہے۔اس مضمون میں ایک بہت عجیب اعتراض چشمہ معرفت کی اس عبارت پر کیا گیا ہے۔

"۔اور دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہورہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہوجاتی ہے اور مر جاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہوجاتی ہے...... (روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۷۱)

یہ عبارت درج کر نعیم ملک صاحب نے اپنی طرف سے تمسخر کرنے کی کوشش کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے دھات کو جانداروں کی صف میں رکھتے ہوئے اسے مارتے ہیں اور پھر شہد گھی ،سہاگہ میں جوش دے کر اسے زندہ بھی کر دیتے ہیں؟اور ان الفاظ پر مشتمل ایک سرخی بھی اس مضمون میں شائع کی گئی ہے۔اعتراض کا مطلب واضح ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نعوذ باللہ یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ دھات زندہ ہے یا مردہ وہ لوہے تانبے سونا اور چاندی جیسی دھاتوں کو زندہ اشیاء میں سے سمجھتے تھے۔

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اعتراض بھی جلد بازی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب ایک مضمون تحریر فرمارہے ہوں تو جدید اور قدیم دونوں علوم پر آپ کی گرفت نمایاں نظر آتی ہے۔اور طریق یہی ہے کہ جب کسی علم کا بیان ہو رہا ہو اور اس کی مثال دی جارہی ہو تو اس کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں اور یہاں پر حضرت مسیح موعود طب کے قدیم علم کی مثال بیان فرمارہے ہیں اور وہی اصطلاح استعمال فرمارہے ہیں جو کہ اس علم میں استعمال ہوتی تھی۔ یہ تو بہت سے لوگوں کو علم ہے کہ طب میں زمانہ قدیم سے دھاتوں سے کشتہ تیار کیا جاتا تھا۔لیکن چونکہ یہ علم اب اگر متروک نہیں ہوا تو پہلے کی طرح عام نہیں اس لئے یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ اگر کسی کشتہ سے دوبارہ دھات حاصل کرنی ہو تو اس عمل کو طب کی اصطلاح میں کشتہ کا زندہ کرنا کہا جاتا تھا۔اور اس عمل کے لئے جو کہ ایک کیمیاوی عمل ہے اور مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں جن میں اس کشتہ کو جوش دے کر دوبارہ دھات حاصل کی جاتی تھی اور اس غرض کے لئے جو نسخہ استعمال کیا جاتا تھا اس میں شہد سہاگہ اور گھی استعمال کیا جاتا تھا۔طب کی کتب میں اس عمل کا ذکر اب تک انہیں الفاظ میں ملتا ہے۔ہم طب کی چند معروف کتب سے حوالہ جات نقل کر دیتے ہیں:۔

کلیاتِ ادویہ میں لکھا ہے۔

"کیمیا والوں کی اصطلاح میں ماءالحیات اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی دھات کا کشتہ زندہ کیا جاتا ہے۔یعنی اس سے کشتہ پھر از سر نو اصلی دھات کی شکل میں لوٹ آتا ہے مثلاً چاندی کا کشتہ زندہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کشتہ اپنی مخصوص خاکی شکل چھوڑ کر چمکیلی چاندی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔دیگر: شہد، گھی ،سہاگہ: سب ہموزن لیکر کشتہ کے ساتھ جسے زندہ کرنا ہے چرخ دیں۔ (کلیاتِ ادویہ مصنفہ، مصنفہ حکیم محمد کبیر الدین شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ دہلی، ناشر الشفا فیصل آباد ص ۸۱۴)

خزائنۃ الادویہ میں لکھا ہے ماءالحیات ۔مہوسین کی اصطلاح میں ایک دوا کا نام ہے جو مرکب ہے شہد اور سہاگہ اور گھی سے جس کشتہ کو ملا کر آگ میں جلاتے ہیں اور وہ زندہ ہو جاتا ہے۔(خزائنۃ الادویہ تصنیف حکیم محمد نجم الغنی صاحب رامپوری بار اول مطبع منشی نو ل کشور لکھنو ص ۸۱۳)

مزید تسلی کے لئے اردو لغت کا ایک حوالہ بھی درج کر دیتے ہیں:۔

'آب حیات: (کیمیا گری) شہد سہاگے اور گھی کا ایک مرکب جسے دھات کے کشتے میں ملا کر آنچ دکھائیں تو دھات اپنی اصل حالت میں واپس آ جاتی ہے۔ (اردو لغت ناشر اردو لغت بورڈ کراچی جلد ہفت دہم ۲۵۷)

چونکہ یہ علم اب عام نہیں رہا اس لئے جب تک اس کے متعلقہ حوالے نظر میں نہ آئیں ذہن اس لفظ کے دوسرے لغوی معنی کی طرف ہی جاتا ہے۔لیکن ان حوالوں کی روشنی میں مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود یہ بیان فرما رہے ہیں دنیا بھر میں ہر علم میں اس کی مثال موجود ہے کہ ایک چیز اپنی ساخت تبدیل کر کے دوسرے روپ میں آ جاتی ہے اور جیسا کہ لکھنے کا حق ہے وہی اصطلاح استعمال فرما رہے ہیں جو اس علم میں استعمال ہوتی ہے۔لیکن سب سے اہم بات یہی ہے کہ ان حوالہ جات میں روح کی پیدائش کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر روح کی پیدائش کے بارے میں آریہ نظریات قبول کئے جائیں تو نہ تو زمین کی سطح کے نیچے زندگی ملنی چاہیے ،نہ بلند درختوں کی چوں میں موجود انڈوں میں سے زندہ پرندے نکلنے چاہئیں اور نہ ہی سڑتے ہوئے گوشت کے اندر کیڑے پیدا ہونے چاہئیں۔اگر حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ نکات سے اختلاف کیا جائے تو پھر بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ اس بات سے اتفاق کیا جا رہا ہے کہ روحیں ہمیشہ سے موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں پیدا نہیں کیا۔مضمون نگار نے طنزاً لکھا ہے کہ ان کے موقف کو سمجھنے کے لئے پرائمری کی سطح کا علم درکار ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تمام حقائق کو محض پرائمری کی سطح کی علم کی بنا پر سمجھا نہیں جا سکتا ہے۔سائنسی باتوں کو سمجھنے کے لئے ٹھوس سائنسی علم درکار ہوتا ہے ورنہ جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہے کوئی شخص صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔

سائنسی حقائق سے لاعلمی تو ایک علیحدہ بات ہے لیکن ایک چیز ہمیں سب سے زیادہ حیرت میں ڈال رہی ہے وہ یہ ہے کیا واقعی مضمون نگار یا اس مضمون کے چھاپنے والوں کو یہ علم نہیں تھا کہ آریہ سماج والوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان جب مباحثے شروع ہوئے تو اس کی وجہ کیا تھی۔آخر اس کا نقطہ آغاز کیا تھا۔انہوں نے ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تو کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔پنڈت دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش اُٹھا کر پڑھ لیں کسی اور مذہب پر اتنے رکیک حملے نہیں کئے گئے لیکن قرآن کریم کی تمام سورتوں کے نام لکھ کر زہر فشانی کی گئی۔سیاہ کار آریوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق بدزبانی کی انتہا کر دی۔یا ذرا لیکھرام کی کتب کا مجموعہ کلیاتِ آریہ مسافر تو اُٹھا کر پڑھیں کیا کیا بے ادبی اس میں کی گئی۔محبت اور ادب مانع ہیں کہ ان گندے الفاظ کو دہرایا جائے۔تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو للکارا اور ان کے عقائد کا بطلان دلائل سے ثابت کیا اور وہ اتنے عاجز آئے کہ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔جن مقامات کا اس مضمون کے لکھنے والوں نے حوالہ دیا ہے وہ بدزبان آریہ سماجیوں کے مقابل پر لکھے گئے تھے۔ہم سمجھ نہیں پائے کہ کیا یہ مضمون ان بدزبان آریہ سماجیوں کے دفاع میں لکھا گیا ہے؟ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اتنے وسیع علم کلام میں سے صرف ان حوالوں پر کیوں غم و غصہ نکالا گیا ہے جو آریوں کے ان اعتراضات کے جواب میں تھے جو وہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر کیا کرتے تھے؟ یہ سوال تو لازماً اُٹھتا ہے کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب تو یا مضمون لکھنے والے صاحب دے سکتے ہیں یا وہ حضرات جنہوں نے اس مضمون کو شائع کیا ہے۔

☆ ☆ ☆

صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے دو نشان

(ایم۔اے۔خالد صاحب)

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی جو پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے مریدوں میں شامل تھا بعد میں اس کے بعض نظریات کی بناء پر حضورؑ نے اسے جماعت سے نکال دیا اور وہ پھر تمام عمر حضور کی مخالفت میں سرگرم رہا۔حضرت مسیح موعودؑ نے جب اپنی وفات کے متعلق اپنے رسالہ الوصیت دسمبر 1905ء میں لکھ دیا کہ:۔

''خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اُس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے سرد کر دیا'' (الوصیت ص۲)

اس انکشاف کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم نے لکھا کہ مرزا صاحب کی وفات کی میعاد تین سال ہے۔ (عشرہ کاملہ ص۱۶۴)

پھر لکھا کہ:۔ ''جولائی 1907ء سے 14 ماہ تک مرزا مر جائے گا'' (عشرہ کاملہ ص۱۶۵)

مصنف عشرہ کاملہ کہتے ہیں کہ:۔

''اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک اور الہام پیش کیا کہ مرزا ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا'' (عشرہ کاملہ ص۱۶۴)

ڈاکٹر عبدالحکیم نے ان مذکورہ پیشگوئیوں پر ہی کفایت نہیں کی بلکہ ان سب کے اخیر پر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا دن بھی مقرر کر دیا تھا چنانچہ اس کا ثبوت ڈاکٹر عبدالحکیم کا خط ہے جو پیسہ اخبار اور اہلحدیث میں شائع ہوا اور وہ یہ ہے:۔

میرے الہامات جدیدہ جو مرزا غلام احمد کے متعلق ہیں اپنے اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں۔

(۱) مرزا ۲۱؍ساون ۱۹۶۵ کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔

(۲) مرزا کے کنبہ سے ایک بڑی معرکۃ الآرا عورت مر جائے گی۔والسلام خاکسار عبدالحکیم خاں۔ایم۔بی پٹیالہ ۸؍مئی ۱۹۰۸ء'' (روزنامہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵؍مئی ۱۹۰۸ء ص۴ کالم۴)

مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث میں لکھا تھا کہ:۔

''آہ! ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارا اس خبر کے شائع کرنے سے دل دکھتا ہے مگر کیا کریں واقعات کا اظہار ہے ہمارا ماتھا تو اُسی وقت اس بد خبر کے سننے کے لئے ٹھنکا تھا جب مرزا صاحب نے اپنا آخری وصیت نامہ شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مجھے وحی الٰہی نے متنبہ کر دیا ہے کہ جلدی وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ کہیں گے خس کم جہاں

پاک لیکن تاہم قانون خداوندی ویمدھم فی طغیانھم پر نظر ڈال کر ایسے جلدی کے متوقع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہم کو آج ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی نے سُنائی ہے۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ''مرزا قادیانی کے متعلق میرے الہامات ذیل ......شائع فرما کر ممنون فرمادیں (۱) مرزا ۲۱ ساون ۱۹۶۵ (۴ ؍اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔(۲) مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکۃ الآرا عورت مر جائے گی''۔ (اہلحدیث ۱۵؍مئی ۱۹۰۸ءص ۶)

ڈاکٹر عبدالحکیم نے مورخہ ۸؍مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدسؑ کی وفات کا دن ۴؍اگست ۱۹۰۸ء مقرر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا تھا کہ اس کو جھوٹا کرونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت کا وصال ۴؍اگست ۱۹۰۸ء کی بجائے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو ہو گیا اور عبدالحکیم کی بات غلط ثابت ہوگئی۔ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی اتنی واضح طور پر جھوٹی نکلی کہ مولوی ثناءاللہ ایسے معاند کو بھی لکھنا پڑا کہ:۔

> ''ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اس پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پر اور پیشگوئی کر کے مرزا کی موت مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا چنانچہ ۱۵؍مئی کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱؍ساون یعنی ۴؍اگست ۱۹۰۸ء کو مرزا مریگا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷؍ کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چھبتا ہوا کیا ہے کہ ۲۱؍ساون کو کی بجائے ۲۱؍ساون تک ہوتا تو خوب تھا غرض سابقہ پیشگوئی سہ سالہ اور چودہ ماہیہ کو اسی اجمال پر چھوڑے رہتے اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا'' (اہلحدیث ۱۲؍جون ۱۹۰۸ءص ۷)

یہ شہادت جو احمدیت کے بدترین معاند کی ہے صاف بتا رہی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی غلط جھوٹ اور باطل ثابت ہوئی ہے۔

دوسرا نشان: حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۶ء میں اپنے مخالف اور مکذب تمام علماء و مشائخ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنی کتاب انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ان میں سے گیارہواں نمبر مولوی ثناءاللہ امرتسری کا تھا مگر مولوی صاحب کو مباہلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ہمیشہ لیت و لعل سے کام لیتے رہے بالآخر مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے اپنے بعض معتقدین کے دباؤ میں آکر اخبار اہلحدیث ۲۲؍جون ۱۹۰۶ءص ۱۴ پر لکھ دیا ہے کہ:۔

''آیت ثانیہ (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا......الخ پارہ نمبر ۳ رکوع ۱۴) پر عمل کرنے کو ہم تیار ہیں میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔

اس طرح لکھا کہ:۔''مرزائیو سچے ہو تو آؤ.........اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام

آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔" (اہلحدیث امرتسر ۲۹؍ مارچ ۱۹۰۷)

اس پر فوراً ایڈیٹر صاحب اخبار البدر قادیان نے اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ (اخبار بدر قادیان ۴؍ اپریل ۱۹۰۷)

اس اعلان کے ہوتے ہی مولوی صاحب پینترا بدل گئے اور راہ فرار اختیار کی اس صورتحال کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع کیا جس میں مولوی صاحب کو اپنی دعائے مباہلہ کے مقابل پر دعائے مباہلہ شائع کرنے کے لئے دعوت دی تا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور آخر میں لکھا کہ:۔ "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس مضمون کے مقابل میں کہ "جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو" کو رد کر کے اسی اخبار "اہلحدیث" ۲۶؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے حاشیہ میں ص ۴ پر بذریعہ "نائب ایڈیٹر" یہ نیا طریق فیصلہ شائع کیا اور اپنی طرف اس کو آیات قرآنی کے مطابق ٹھہرا یا لکھتے ہیں:۔

"قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو من کان فی الضلالۃ...... الخ (پارہ نمبر ۱۶ رکوع ۸) اور انما نملی لھم ...... الخ (پارہ نمبر ۱۷ رکوع ۴) جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے "نائب ایڈیٹر" کی اس عبارت پر صاد کیا ہے کہ:۔

"میں اس کو صحیح جانتا ہوں" (اہلحدیث ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۳) بلکہ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"آنحضرتؐ باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا...... مگر آخر کار چونکہ بے نیل مرام مرا، اس لئے دعا کی صحت میں شک نہیں"۔ (مرقع قادیانی اگست ۱۹۰۷ء ص ۹)

غرضیکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل مؤکد بعذاب قسم کھا کر مباہلہ تو نہ کیا لیکن ایک نیا طریق فیصلہ پیش کیا کہ:۔

ا۔ کھوٹے، بدکار، مفسد کو مسیلمہ کذاب کی طرح مہلت دی جاتی ہے۔

۲۔ جھوٹا سچے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے تا بے نیل مرام اس دنیا سے رخصت ہو۔

پس مولوی ثناء اللہ نے نہ صرف اپنے پیش کردہ طریق فیصلہ کے مطابق مہلت پائی بلکہ مہلت پانے کے بعد جس طرح بے نیل مرام حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے وہ بھی حضرت بانی سلسلہ کی سچائی کا ایک بین ثبوت ہے۔

شذرات

ملکی اخبارات و رسائل سے انتخاب

قارئین کرام! ماہنامہ انصاراللہ میں **شذرات** کے نام سے ایک کالم کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں ملکی اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والی بعض دلچسپ اور فکر انگیز تحریرات شامل کی جائیں گی۔ آپ کی نظر سے بھی اگر کوئی ''قابل ذکر'' تحریر گزرے تو ہمیں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ آپ کے تعاون پر ہم شکرگزار ہونگے۔ (ادارہ)

احمد بلال کا دوسری بار قبول اسلام

ماہنامہ ''الاحرار'' ملتان اپنی فروری 2010ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''الاحرار کو مصدقہ ذرائع سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مرزا بلال احمد نے حالیہ دنوں دوسری بار اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے 14 جولائی 1996ء کو بلال احمد ولد ناصر احمد قادیانی گروہ کے مظالم کی دردبھری کہانی سنائی اور حلقہ اسلام میں داخل ہو کر وہیں پناہ بھی لی تھی۔ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر کے عالم مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اور ان کے رفقاء نے بلال احمد کو نہ صرف مدرسہ میں پناہ دی تھی بلکہ اس کے علاج وخوراک کے اخراجات بھی برداشت کیے تھے۔ 14 جولائی 1996ء سے 6/اگست 1996ء تک اس پر ہونے والے اخراجات کا ریکارڈ مدرسہ عربیہ کے منتظمین کے پاس ابھی تک محفوظ ہے اس کے علاوہ موصوف کے قبول اسلام کی گواہ وہ ویڈیو فلم بھی ہے جو اس دوران وہاں بنائی گئی اور بطور ثبوت موجود ہے۔ حالیہ دنوں مرزا بلال ایک بار پھر قبول اسلام کا اعلان کر کے خبروں کا موضوع بن گیا ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ اگر بلال احمد جو خود کو مرزا ناصر کا بڑا بیٹا قرار دیتا ہے اور اس نے پہلے 1996ء میں اسلام قبول کر لیا تھا تو اب اس کی تجدید کرنے اور خبر لگوانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

مزید یہ کہ مرزا ناصر کی موت کے بعد قادیانی ویب سائٹ پر دستیاب تفصیلات میں مرزا غلام احمد اور اس کی تمام ذریت بمع مرزا ناصر کی اولاد کا جو تذکرہ موجود ہے اس میں بلال احمد نام کا کوئی شخص مرقوم نہیں اور اس سے بھی زیادہ اہم بات

یہ ہے کہ جب بلال احمد نے 1996ء میں اسلام قبول کیا تھا تو اس وقت کسی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ مرزا ناصر کا بیٹا اور مرزا غلام احمد کا پوتا ہے یعنی بلال احمد کے سابقہ قبول اسلام کی کہانی اس کی بیان کردہ موجودہ داستان سے مطابقت نہیں رکھتی جس کی وجہ سے شبہ پیدا ہو رہا ہے کہ موصوف کسی خاص حکمت عملی کے تحت قبول اسلام کی خبریں لگوا رہے ہیں..........

مرزا بلال احمد کا کہنا ہے کہ وہ مرزا ناصر احمد کا بڑا بیٹا ہے جب کہ ''الاحرار'' کو ملنے والے حقائق اور خود قادیانیوں کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق اول تو بلال احمد نامی کوئی لڑکا مرزا ناصر کی اولاد میں شامل نہیں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ 1996ء کے بعد بلال احمد کہاں غائب تھا اور اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم کمیونٹی سے رابطہ کیوں منقطع کر لیا تھا حالانکہ اس کے علم میں تھا کہ اس کو تحفظ دینے والے لوگ اس کی سرپرستی سے کبھی گریزاں نہیں ہوئے تھے''

(ماہنامہ الاحرار فروری 2010ء ص 24)

رسالہ ختم نبوت کا ایک اداریہ

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' یکم تا ۷/فروری ۲۰۱۰ء کے اداریہ ''بلال احمد کا قبول اسلام اور..........'' کے تحت لکھتا ہے:

''مگر ہماری مجبوری اور اس موقع پر خاموشی کی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل 14 جولائی 1996ء کو بلال احمد اور حالیہ عبدالرحمن ولد ناصر احمد قادیانی نامی ایک نوجوان نے ہمارے مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں خود آ کر اسی طرح کے واقعات بیان کر کے اسلام قبول کر کے پناہ لی تھی اور اپنی مظلومیت کی پوری داستان بھی سنائی تھی چنانچہ اس موقع پر ہمارے چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ اور دوسرے رفقاء نے اس کے ساتھ جس قسم کا تعاون کیا اس کی تفصیلات تا حال ہماری فائلوں میں محفوظ ہیں..........

اسے قضیہ اتفاقیہ کہئے کہ اس وقت چناب نگر میں موجود رفقاء نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس نومسلم بلال احمد کے بیان احوال اور ترک مرزائیت کی داستان پر مشتمل ویڈیو کیسٹ بھی بنالی تھی۔ چنانچہ وہ ویڈیو کیسٹ بھی ہمارے پاس جوں کی توں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس وقت کے اسلام قبول کرنے والے اس وقت کے بلال احمد اور آج کے بلال احمد کی تصویروں کو دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اب دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ اس وقت بلال احمد کی داڑھی نہ تھی اور اب کے بلال احمد کی داڑھی ہے۔ لہٰذا ان کا کہنا ہے کہ ایک ہی نوجوان اب دوسرے انداز میں منظر عام پر آیا ہے جس سے بہر حال کسی قدر رشک سا ہونے لگا ہے اگر ہم اس نوجوان کے حالیہ بیان اور روئیداد کی تائید کرتے ہیں تو سابقہ ویڈیو اس کی تردید کرتی ہے اسی طرح اگر اس کی داستان درد والم کی تردید کرتے ہیں تو بھی مشکل ہے کیونکہ بہر حال یہ قادیانیت سے تائب ہونے کا دعویدار ہے عین ممکن ہے کہ یہ وہی ہو اور یقین کی حد تک ہمارے رفقاء کا کہنا ہے کہ یہ وہی نوجوان ہے تاہم خفیف شبہ یہ بھی ہے کہ یہ پہلے بلال

احمد کی بجائے کوئی دوسرا ہو۔ بہر حال ویڈیو کی تصاویر اور تفصیلات یہ بتلاتی ہیں کہ یہ وہی نوجوان ہے جس نے آج سے چودہ سال پہلے چناب نگر کی مسلم کالونی مدرسہ عربیہ میں آکر پناہ لی تھی۔ اسی طرح یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ ویڈیو کی رپورٹ کے مطابق یہ شخص رائل فیملی سے تعلق نہیں رکھتا اس کے باپ پر اپنے بڑے بیٹے کی موت کہ صدمہ سے فالج کا حملہ ہوا تھا اور قادیانیوں نے اس کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا تھا اور یہ بددل ہو کر مسلمان ہو گیا اور اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد لاہور میں تعلیم مکمل کی وہاں ایک ریلوے افسر ارشد صاحب کی بیٹی سے اس نے شادی کی اور الگ علامہ اقبال ٹاؤن خیبر بلاک میں رہائش اختیار کر لی.................

الغرض اس ویڈیو کیسٹ کے مندرجات سے کہیں نہیں لگتا کہ یہ رائل فیملی کا اور مرزا ناصر احمد.....قادیانی خلیفہ.....کا بیٹا ہے اور نہ ہی اس نے اس پوری روئیداد میں کسی اشارہ اور کنائے سے اس کا کہیں تذکرہ کیا ہے''۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کیم تا ۷رفروری ۲۰۱۰ء ص ۶۔۷)

ایک فتویٰ اپنے بالوں کی اپنے ہی سر پر سرجری

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

سوال: آج کل بالوں کی سرجری ہوتی ہے یعنی سر کے ایک حصے کے بال باقی سر پر سرجری کے ذریعے لگائے جاتے ہیں لیکن دوسرا طریقہ مصنوعی بال لگانے کا ہے اس طرح سرجری کے ذریعہ بالوں کا لگانا جائز ہے یا نہیں اور اس پر مسح کی کیا صورت ہے۔

جواب: سرجری کے ذریعے سر کے ایک حصے کے بال دوسرے حصے پر لگانے کی گنجائش ہے بشرطیکہ کسی مرض کی وجہ سے یا قدرتی طور پر وقت سے پہلے بال گر گئے ہوں مصنوعی بال لگانے میں تفصیل ہے اگر پیوند کاری و سرجری کے ذریعے لگائے جارہے ہوں تو انسانی بالوں کے علاوہ جانوروں کے بال ہوں تو جائز ہے انسانی بال لگوانا ناجائز ہے اگر کسی نے لگوا لئے تو وہ گناہ گار ہوگا البتہ ان پر مسح ہو جائے گا بالوں کی سرجری نہ ہو بلکہ وگ کے طور پر استعمال کئے جائے تو اس میں ضروری ہے کہ وہ مصنوعی یا غیر انسانی بالوں کی ہو دھوکہ دہی کی غرض سے استعمال نہ کی جائے وگ پر مسح جائز نہیں اتار کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے خنزیر کے بالوں کو نہ بطور وگ استعمال کرنا جائز ہے اور نہ ہی سرجری کے ذریعے لگوا لینے کی صورت میں جب تک نکلوا نہ لئے جائیں طہارت حاصل نہ ہوگی۔ (الفاروق کراچی فروری 2010ء)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

حسن کارکردگی و اسناد خوشنودی

سال 2009ء/1388 ہش میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے امتیاز حاصل کرنے والی مجالس، اضلاع اور علاقہ جات کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی تھی۔ حضور انور نے مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی رائے کو منظور فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بے حد بابرکت فرمائے۔

حسن کارکردگی بین المجالس انصاراللہ پاکستان 2009ء

علم انعامی کی حقدار اور پہلی دس مجالس کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(1) مجلس انصاراللہ مغلپورہ لاہور — اوّل اور علم انعامی کی حقدار

(2)	مجلس انصاراللہ ربوہ	دوم	(3)	مجلس انصاراللہ بحریہ سوسائٹی کراچی	سوم
(4)	مجلس انصاراللہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور	چہارم	(5)	مجلس انصاراللہ فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور	پنجم
(6)	مجلس انصاراللہ فیصل ٹاؤن لاہور	ششم	(7)	مجلس انصاراللہ ڈرگ کالونی کراچی	ہفتم
(8)	مجلس انصاراللہ مارٹن روڈ کراچی	ہشتم	(9)	مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد	نہم
(10)	مجلس انصاراللہ جوہر ٹاؤن لاہور	دہم			

حسنِ کارکردگی بین الاضلاع مجلس انصاراللہ پاکستان 2009ء

مندرجہ ذیل اضلاع اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے۔

(1)	**نظامت ضلع سیالکوٹ**	**اوّل اور سندِ خوشنودی کے حقدار**	ناظم ضلع مکرم عبدالحمید گوندل صاحب
(2)	نظامت ضلع لاہور	دوم اور سندِ خوشنودی کے حقدار	ناظم ضلع مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب
(3)	نظامت ضلع کراچی	سوم اور سندِ خوشنودی کے حقدار	ناظم ضلع مکرم چوہدری منیر احمد صاحب

(4)	نظامت ضلع فیصل آباد	(5)	نظامت ضلع قصور	(6)	نظامت ضلع سانگھڑ
(7)	نظامت ضلع ساہیوال	(8)	نظامت ضلع ملتان	(9)	نظامت ضلع شیخوپورہ

حسن کارکردگی بین العلاقہ مجلس انصاراللہ پاکستان 2009ء

مندرجہ ذیل علاقہ جات اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے۔

(1)	نظامت علاقہ فیصل آباد	اوّل	ناظم علاقہ مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب
(2)	نظامت علاقہ لاہور	دوم	ناظم علاقہ مکرم طاہر احمد ملک صاحب
(3)	نظامت علاقہ گجرانوالہ	سوم	ناظم علاقہ مکرم منصور احمد رانا صاحب

اللہ تعالیٰ ان مجالس، اضلاع اور علاقہ جات کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (از قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

بارھویں سپورٹس ریلی انصار اللہ پاکستان 2010ء

(رپورٹ از مدیر ماہنامہ انصاراللہ)

مجلس انصاراللہ پاکستان کو اپنی بارھویں سالانہ سپورٹس ریلی مورخہ 26 تا 28 رفروری 2010ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ امسال اس ریلی میں تقسیم شدہ 9 علاقہ جات کے 640 انصار کھلاڑیوں نے شمولیت اختیار فرمائی۔

اس ریلی کی افتتاحی تقریب مورخہ 26 رفروری بروز جمعۃ المبارک صبح 9 بجے ایوان محمود ہال میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت مکرم حافظ برہان محمد صاحب نے کی بعد ازاں محترم صدر صاحب مجلس نے عہد دہرایا مکرم سید حمید الحسن صاحب نے نظم پڑھی جس کے بعد مکرم عبدالجلیل صادق صاحب منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی نے رپورٹ پیش کی اس کے بعد سابقہ روایت کے مطابق گزشتہ سال کے بہترین کھلاڑی مکرم شبیر احمد صاحب علاقہ سندھ نے ریلی کے افتتاح کا اعلان کیا۔ محترم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے انصار بھائیوں کو قیمتی نصائح سے نوازا اور کھیلوں کے ذریعہ بلند کردار و اخلاق کے حصول کی وضاحت دینی تعلیمات کی روشنی میں بیان فرمائی۔ افتتاحی تقریب دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی جس کے بعد جملہ شرکاء کو انصاراللہ پاکستان کے سبزہ زار میں ریفرشمنٹ پیش کی گئی اور پھر کھیلوں کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ انڈور گیمز ایوان محمود میں اور آؤٹ ڈور گیمز عقب خلافت لائبریری گراؤنڈ میں منعقد ہوئیں جبکہ سائیکل ریس کا انعقاد جدید جلسہ گاہ میں ہوا۔ نماز با جماعت کا انتظام ایوان محمود کے غربی لان میں کیا گیا تھا جبکہ طعام گاہ انصاراللہ کے لان میں بنائی گئی تھی۔ کھلاڑیوں کی رہائش کا انتظام سرائے ناصر نمبر ۲ نمبر ۳، ایوان خدمت، دفتر جلسہ سالانہ اور دارالضیافت میں کیا گیا تھا۔

ریلی کی تیاری پورے سال پر محیط ہوتی ہے۔ کئی علاقہ جات نے مقامی طور پر ٹریننگ اور مقابلہ جات کا انعقاد کیا جس کی وجہ سے کھیلوں کا معیار بلند ہوا ہے۔ مرکز میں کئی ماہ سے تیاری جاری تھی باقاعدہ ڈیوٹیز کا آغاز مورخہ 25 رفروری 2010ء بروز جمعرات سے ہوا۔ اسی روز زرات کو نگران علاقہ جات کی موجودگی میں Draws ڈالے گئے ملکی حالات کے پیش نظر سیکیورٹی کے انتظامات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور تمام کھلاڑیوں اور شامل ہونے والوں رضا کاران کے لئے کمپیوٹرائزڈ کارڈ بنا کر دیئے گئے تھے۔ ریلی کے تین دن کل 13 کھیلوں کے مقابلے ہوئے اور مجموعی لحاظ سے کل 387 میچز کروائے گئے۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی رسہ کشی کا دلچسپ نمائشی میچ مرکزی عاملہ اور ناظمین علاقہ و اضلاع کے مابین ہوا جو کہ ناظمین کی ٹیم نے جیت لیا۔ امسال مشاہدہ معائنہ کے مقابلہ کا اضافہ کیا گیا گزشتہ سال ریلی میں 12 کھیل شامل تھے۔

انصار بھائیوں کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے اس موقع پر حسب روایت مورخہ 27 رفروری بروز ہفتہ کی رات **رنگ بہار** سے موسوم پروگرام رکھا گیا جس کی ابتدا میں نعتیہ معاشرہ ہوا جس میں لاہور سے مکرم عبدالکریم خالد صاحب اور

عبدالکریم قدسی صاحب اور ربوہ سے مکرم مبارک احمد عابد صاحب اور ضیاء اللہ مبشر صاحب نے شرکت کی اور اپنا کلام پیش کیا۔اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب وکیل الاشاعت تحریک جدید اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان نے خلفاء سلسلہ بالخصوص حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ اپنی پر کیف شیریں یادوں پرمبنی واقعات سنائے اس ایمان افروز محفل سے انصار بھائی بڑی دلچسپی کے ساتھ مستفیض ہوئے۔ یہ پروگرام انصار اللہ کے بالائی ہال میں منعقد ہوا جب کہ زیریں ہال بھی سامعین سے مکمل طور پر بھرا ہوا تھا۔

12 ویں سپورٹس ریلی کی اختتامی تقریب مورخہ 28 رفروری 2010ء کو ایوان محمود میں منعقد ہوئی اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے۔تقریب کے دوران حاضرین نے صف دوم بیڈمنٹن ڈبل کا فائنل بھی دیکھا۔تلاوت مکرم قاری محمد عاشق صاحب نے کی جس کے بعد محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے عہد دہرایا اور پھر مکرم غلام سرور طاہر صاحب نے نظم سنائی جس کے بعد محترم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی نے رپورٹ پیش کی۔مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور مختصر اختتامی کلمات کے بعد دعا کروائی۔دعا کے بعد ایوان محمود کے غربی لان میں نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئی جس کے بعد انصاراللہ کے لان میں جملہ شرکاءتقریب کوظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس ریلی کے کامیاب انعقاد میں انتظامیہ سپورٹس کے ساتھ سینکڑوں رضا کاران نے کھیلوں، رہائش، سیکیورٹی، طعام گاہ اور دیگر شعبہ جات میں ڈیوٹی ادا کی۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

امسال ریلی کی انتظامیہ کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

۱۔مکرم عبدالجلیل صادق صاحب منتظم اعلیٰ
۲۔مکرم عطاء الرحمٰن محمود صاحب منتظم رابطہ
۳۔مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب منتظم طعام
۴۔مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب منتظم مقابلہ جات
۵۔مکرم راجہ منیر احمد خاں صاحب منتظم تربیت
۶۔مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب منتظم نظم وضبط
۷۔مکرم منیر احمد بسمل صاحب منتظم سمعی وبصری
۸۔مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب منتظم انعامات
۹۔مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب ایڈیشنل منتظم اعلیٰ
۱۰۔مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب منتظم رہائش
۱۱۔مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب منتظم اندرون
۱۲۔مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب منتظم طبی امداد
۱۳۔مکرم محمد اسلم شاد صاحب منتظم سٹیج وتیاری ہال
۱۴۔مکرم سید طاہر احمد صاحب منتظم رجسٹریشن واشاعت
۱۵۔مکرم عبدالسمیع خان صاحب منتظم صفائی آب رسانی واستقبال

ٹیکنیکل کمیٹی:۔صدر میجر شاہد احمد سعدی صاحب،مکرم طارق حبیب ملک،مکرم پیر افتخار الدین صاحب،مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب

جیوری آف اپیل:۔صدر سید قاسم احمد صاحب،ممبر ناظم علاقہ لاہور، کراچی،فیصل آباد، ملتان اور منتظم مقابلہ جات

تفصیل انعامات

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف اوّل: اوّل: مکرم ملک طارق حبیب، لاہور۔ دوم: مکرم شیخ کریم الدین، ملتان۔ حوصلہ افزائی: مکرم ظفر منصور، علاقہ ربوہ

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف اوّل: اوّل: مکرم طارق حبیب ملک، مکرم مرزا محمد نصیر، لاہور۔ دوم: مکرم چوہدری منور احمد، مکرم طارق محمود، فیصل آباد۔ حوصلہ افزائی: مکرم خواجہ محمد اسلام، گجرانوالہ

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف دوم: اوّل: مکرم رانا خالد محمود، ربوہ۔ دوم: مکرم عبد الباسط، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم نعمان عادل، لاہور

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف دوم: اوّل: مکرم رانا محمود احمد، مکرم عبد الباسط، ربوہ۔۔ دوم: مکرم قریشی عبدالحکیم، مکرم رانا خالد احمد، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم طارق محمود، کراچی

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف اوّل: اوّل: مکرم ماجد احمد خان، لاہور۔ دوم: مکرم الیاس احمد، لاہور۔ حوصلہ افزائی: مکرم محمد انور صابر، کراچی۔

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف اوّل: اوّل: مکرم ماجد احمد، مکرم الیاس احمد، لاہور۔۔ دوم: مکرم محمد انور، مکرم راجہ رشید احمد، کراچی۔ حوصلہ افزائی مکرم راجہ سعید احمد، کراچی

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف دوم: اوّل: مکرم مرزا محمود احمد، لاہور۔ دوم: مکرم تحسین احمد لاہور۔ حوصلہ افزائی: مکرم بشیر احمد نیر، ملتان

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف دوم: اوّل: مکرم مرزا محمود احمد، مکرم تحسین احمد، لاہور۔ دوم: مکرم ضیاء اللہ مبشر، مکرم خواجہ ایاز احمد، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم قمر منیر، ربوہ

مقابلہ کلائی پکڑنا صف اوّل: اوّل: مکرم مبارک احمد علوی، ربوہ۔ دوم: مکرم محمد حسین، ملتان۔ حوصلہ افزائی: مکرم محمد اختر، ربوہ

مقابلہ کلائی پکڑنا صف دوم: اوّل: مکرم مبارک احمد ڈار، لاہور۔ دوم: مکرم مبشر احمد اٹھوال، لاہور۔ حوصلہ افزائی: مکرم محمد اظہر، ملتان

مقابلہ پیدل چلنا صف اوّل: اوّل: مکرم رانا محفوظ احمد، لاہور۔ دوم: مکرم نور محمد خان صاحب، علاقہ گوجرانوالہ حوصلہ افزائی: مکرم سلیم احمد خان صاحب، علاقہ لاہور۔۔ مکرم لیاقت علی زاہد صاحب، علاقہ فیصل آباد

مقابلہ پیدل چلنا صف دوم: اوّل: مکرم رانا محفوظ احمد لاہور۔ دوم: مکرم مظفر اقبال، لاہور۔ حوصلہ افزائی: مکرم نثار احمد، ربوہ

مقابلہ دوڑ ۱۰۰ میٹر صف اوّل: اوّل: مکرم محمد سعد اللہ، سرگودھا۔ دوم: مکرم محمود احمد علوی، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم ملک محمد رشید، راولپنڈی

مقابلہ دوڑ ۱۰۰ میٹر صف دوم: اوّل: مکرم شمیم احمد طاہر صاحب علاقہ سندھ دوم: مکرم نصیر احمد صاحب، علاقہ لاہور۔ حوصلہ افزائی: مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب، علاقہ ربوہ

مقابلہ سیر ومشاہدہ: اوّل: مکرم مبارک احمد شاہد، لاہور۔ دوم: منصور احمد شاہد، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم منصور احمد بھنڈر۔ علاقہ ربوہ

مقابلہ گولہ پھینکنا صف اوّل: اوّل: مکرم شبیر احمد، سندھ۔ دوم: مکرم بابو بشیر احمد، کراچی۔ حوصلہ افزائی: مکرم محمد اختر، ربوہ

مقابلہ گولہ پھینکنا صف دوم: اوّل: مکرم طاہر محمود، ربوہ۔ دوم: مکرم عثمان داؤد ناصر، گوجرانوالہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم عبدالقدیر، فیصل آباد

مقابلہ تھالی پھینکنا صف اوّل: اوّل: مکرم چوہدری شبیر احمد، سندھ۔ دوم: مکرم بابو بشیر احمد، کراچی۔ حوصلہ افزائی: مکرم حافظ مسعود احمد، راولپنڈی

مقابلہ تھالی پھینکنا صف دوم: اوّل: مکرم طاہر محمود، ربوہ دوم: مکرم ظہیر الدین بابر، ربوہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم مبارک احمد ڈار، لاہور

مقابلہ نیزہ پھینکنا صف اوّل: اوّل: مکرم چوہدری شبیر احمد، سندھ۔ دوم: مکرم بابو بشیر احمد، کراچی۔ حوصلہ افزائی: مکرم قریشی عبدالرشید، ربوہ

مقابلہ نیزہ پھینکنا صف دوم: اوّل: مکرم ناصر احمد بٹ، گوجرانوالہ۔ دوم: مکرم سید علیم احمد شاہ، کراچی۔ حوصلہ افزائی: مکرم ظہیر الدین بابر۔ ربوہ، مکرم نثار احمد ڈوگر، لاہور

مقابلہ سائیکل ریس صف دوم: اوّل: مکرم ناصر احمد چیمہ، سندھ۔ دوم: مکرم رانا محفوظ احمد، لاہور، حوصلہ افزائی: مکرم نثار احمد، ربوہ

مقابلہ مشاہدہ معائنہ: اوّل: مکرم محمد افتخار چوہدری، ربوہ۔ دوم: مکرم قدرت اللہ محمود چیمہ۔ حوصلہ افزائی: مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر، فیصل آباد

مقابلہ رسہ کشی صف اوّل: اوّل ٹیم: علاقہ ربوہ، مکرم محمد اختر، مکرم مبشر احمد شاد، مکرم رانا اللہ دتہ، مکرم مبشر احمد بلال، مکرم بشیر الدین، مکرم بشارت احمد، مکرم ظفر اللہ رشید، مکرم ظفر اقبال، مکرم رانا مقبول احمد، مکرم رانا نذیر احمد، مکرم نذیر احمد باجوہ، مکرم عبدالرشید منگلا، **دوم ٹیم:** علاقہ لاہور۔ مکرم چوہدری مشتاق احمد چیمہ (کیپٹن)، مکرم عبدالعزیز منگلا، مکرم چوہدری حمید اللہ، مکرم شیخ فیاض احمد، مکرم ریاض احمد بھٹی، مکرم عبداللہ جاوید فاروقی، مکرم سلطان احمد ظفر، مکرم ماسٹر نصیر احمد، مکرم چوہدری معین الدین، مکرم محمد لطیف، مکرم عبدالرزاق، مکرم عبدالحمید۔ حوصلہ افزائی: مکرم کیپٹن منور احمد۔ فیصل آباد

مقابلہ رسہ کشی صف دوم: اوّل ٹیم: علاقہ ربوہ مکرم محمد اشرف بابر (کیپٹن)، مکرم غلام سرور، مکرم قریشی اخلاق احمد، مکرم بشارت احمد، مکرم رشید انور، مکرم مبشر احمد چیمہ، مکرم رانا فاروق احمد، مکرم رانا فاروق احمد، مکرم رانا اقبال، مکرم طارق جمیل، مکرم طاہر محمود، مکرم ماسٹر عبدالقدوس، مکرم رانا آفتاب احمد، **دوم ٹیم:** علاقہ لاہور۔ مکرم غفار احمد ڈار (کیپٹن)، مکرم مبارک احمد ڈار، مکرم محمد ریاض، مکرم سلامت خان، مکرم منیر الدین، مکرم منور احمد گل، مکرم مبشر احمد، مکرم مصطفیٰ احمد، مکرم رانا ادریس، مکرم رانا محمد افضل، مکرم منظور احمد، مکرم محمد سلیم، حوصلہ افزائی: مکرم جاوید احمد راشد، راولپنڈی۔

مقابلہ رسہ کشی نمائشی مقابلہ مابین ناظمین وقائدین انصاراللہ پاکستان: مکرم چوہدری منیر مسعود، لاہور۔ مکرم سلطان احمد ظفر، ساہیوال۔ مکرم ملک سجاد اکبر، فیصل آباد۔ مکرم جاوید احمد راشد، راولپنڈی۔ مکرم چوہدری منور علی، میرپورخاص۔ مکرم عبدالرزاق، میرپور آزاد کشمیر۔ مکرم رانا منصور احمد، گوجرانوالہ۔ مکرم عظمت شہزاد، فیصل آباد۔ مکرم حمید اللہ باجوہ، بہاولپور۔ مکرم رفیع احمد طاہر، شیخوپورہ۔ مکرم عبدالمجید خاں، ڈیرہ غازی خاں۔ مکرم مختار احمد گھمن، لیہ۔ مکرم نذیر احمد خادم، بہاولنگر۔ مکرم صفدر علی وڑائچ، سرگودھا۔ مکرم محمد خورشید قریشی، اٹک۔ **دوم ٹیم**: عاملہ انصاراللہ پاکستان: مکرم چوہدری لطیف احمد جھمٹ (کیپٹن)، مکرم میجر شاہد احمد سعدی، مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد، مکرم خالد محمود الحسن بھٹی، مکرم عبدالسمیع خان، مکرم صفدر نذیر گولیکی، مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود، مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف، مکرم سید طاہر احمد، مکرم چوہدری نصیر احمد، مکرم محمد اسلم منگلا، مکرم منیر احمد بسمل، مکرم پروفیسر قریشی عبدالجلیل۔

مقابلہ والی بال: اوّل ٹیم: علاقہ ربوہ: مکرم بشارت احمد، مکرم عبداللہ کامران، مکرم محمود احمد ناصر، مکرم سید مبشر احمد شاہ، مکرم نصیر احمد چوہان، مکرم محمد طاہر، مکرم محمد نواز بھٹی، مکرم خالد محمود سدھو، مکرم عبدالحلیم سحر، **دوم ٹیم علاقہ: لاہور**۔ مکرم انوار احمد، مکرم صوبیدار عبدالمجید، مکرم مبشر احمد، مکرم مبارک احمد، مکرم شبیر احمد، مکرم غلام سرور، مکرم احمد نسیم، مکرم محمد اشرف راحت، مکرم محمد اشرف شاہد،

حوصلہ افزائی: مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب، سندھ

حوصلہ افزائی: مکرم محمد اشرف ملک صاحب، ملتان

معمر ترین کھلاڑی: مکرم عبدالواحد درویش صاحب ابن محمد رمضان صاحب تر گڑی ضلع گوجرانوالہ پیدائش 1928 عمر 82 سال 1942ء میں قادیان گئے 1947ء تا 1952ء درویش کی زندگی گزاری۔ درویش نمبر 47 مقابلہ پیدل چلنا اور سائیکل ریس میں شامل ہوئے۔

بہترین کھلاڑی: مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ علاقہ سندھ۔ اوّل پوزیشن گولہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، نیزہ پھینکنا۔

بہترین علاقہ: لاہور۔ 10 اوّل انعامات، 7 دوم انعامات، 142 پوائنٹس۔

☆.....☆.....☆.....☆

بانی تنظیم انصاراللہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

''آپ کا نام انصاراللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے''۔ (سبیل الرشاد جلد اول ص ۱۳۵)

تصحیح: ماہ مارچ کے شمارہ میں ناظم علاقہ لاہور اور میرپورخاص کی تصاویر کے نیچے ناظم علاقہ کی بجائے سہواً قائد علاقہ لکھا گیا ہے۔ قارئین کرام درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

ریفریشر کورسز اضلاع و مجالس 2010ء

1-ضلع لاہور نظامت ضلع کے زیر انتظام عہدیداران کا ریفریشر کورس مورخہ 10 رجنوری 2010ء کو دو مقامات دارالذکر اور بیت النور میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام 38 مجالس کے کل 163 عہدیداران شامل ہوئے۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول، مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب قائد عمومی، مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب قائد تربیت نو مبائعین اور مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب قائد اشاعت تشریف لائے دارالذکر میں قبل نماز ظہر میں حاضری 67 اور بیت النور میں جو بعد نماز ظہر وعصر ہوا 96 عہدیداران حاضر ہوئے آخر پر مکرم منیر مسعود صاحب ناظم ضلع نے ہدایات دے کر شکریہ ادا کیا۔

2-ضلع خوشاب عہدیداران انصاراللہ ضلع خوشاب کا ریفریشر کورس مورخہ 22 رجنوری بروز جمعہ بیت الاحمدیہ خوشاب شہر میں بعد نماز جمعہ منعقد ہوا مکرم رانا رفیق احمد صاحب ناظم ضلع نے تعارف کروایا بعد میں مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب نے شعبہ وار ہدایات دیں اس پروگرام میں ضلع کی ۲۵ مجالس کے زعماء اور ضلعی عہدیداران شامل ہوئے۔

3-ضلع قصور مورخہ 31 رجنوری 2010ء کو ضلع قصور کے عہدیداران انصاراللہ کا ریفریشر کورس قصور شہر میں منعقد ہوا جس میں مکرم رشید خالد صاحب نائب ناظم علاقہ لاہور اور مکرم ملک متین صاحب نائب ناظم مال علاقہ لاہور نے اور مکرم امیر ضلع قصور نے شرکت کی۔

4-ضلع ملتان میں عہدیداران انصاراللہ کا ریفریشر کورس مورخہ 31 رجنوری کو منعقد ہوا۔ مکرم ڈاکٹر قاضی طاہر اسماعیل صاحب ناظم ضلع کے بعد صفدر نذیر گولیکی صاحب نے ہدایات دیں اس پروگرام میں ضلع کی سو فیصد مجالس کی کل حاضری 82 رہی۔

5-ضلع سرگودھا میں مورخہ 31 رجنوری 2010ء بیت الاحمدیہ نیو سول لائن سرگودھا میں کا ریفریشر کورس منعقد ہوا مکرم صفدر علی وڑائچ صاحب ناظم ضلع سرگودھا نے ریفریشر کورس کی غرض وغایت بیان کی۔ اگلا پروگرام مکرم چوہدری عطاالرحمان محمود صاحب، مکرم عبدالسمیع خان صاحب اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب نے بعض شعبہ جات کی ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 90 عہدیداران جن میں زعما مجالس، نگران حلقہ جات، بلاک لیڈرز، نائب ناظمین اور عاملہ شہر کے اراکین شامل ہوئے۔

6-ضلع ساہیوال میں مورخہ 31 رجنوری 2010ء ضلع ساہیوال کے عہدیداران اور منتخب داعیان کا ریفریشر کورس شروع ہوا۔اس پروگرام میں 50 ممبران شامل ہوئے ۔مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے اصلاح وارشاد کی ہدایات دیں۔جملہ نائب ناظمین اضلاع نے اپنے اپنے شعبہ جات کا تعارف کرایا۔محترم ناظم صاحب ضلع نے تمام عہدیداران کو مرکزی ہدایات دیں۔آخری نشست میں محترم ملک طاہر احمد صاحب ناظم علاقہ لاہور نے عہدیداران کو کارکردگی مزید بہتر رنگ میں آگے بڑھانے کے بارہ خطاب کیا۔

7-ضلع شیخوپورہ مورخہ 14رفروری 2010ء بروز اتوار مجالس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ کا ریفریشر کورس احمدیہ بیت الذکر شیخوپورہ میں صبح 11 بجے منعقد ہوا۔تلاوت اور عہد کے بعد مکرم امیر صاحب ضلع شیخوپورہ نے افتتاحی خطاب کیا۔اس پروگرام میں مرکز سے مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ تشریف لائے تھے۔دونوں مرکزی نمائندگان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی انصار اللہ جرمنی کو ہدایات کی روشنی میں تمام شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ملک مبشر منظور صاحب ناظم انصار اللہ ضلع نے شکریہ ادا کیا اس ریفریشر کورس میں ضلع کی 39 میں 35 مجالس کی نمائندگی ہوئی۔کل حاضری 100 تھی۔

8-ضلع گجرانوالہ میں مورخہ 14رفروری ضلع گجرانوالہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں مرکز سے مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب اور مکرم عبدالقدیر قمر صاحب نے شرکت کی۔آخری اجلاس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان بھی شریک ہوئے اور عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

9-ضلع سیالکوٹ میں مجلس انصار اللہ ضلع سیالکوٹ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مورخہ 14رفروری 2010ء صبح گیارہ بجے ڈاکٹر عبدالخالق خالد نائب صدر اول کی زیر صدارت منعقد ہوا بعد میں مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب قائد عمومی نے مختلف شعبہ جات کی ہدایات دیں ریفریشر کورس کے اختتام پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب بھی تشریف لے آئے انہوں نے اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔

10-ضلع ننکانہ صاحب ضلع ننکانہ صاحب کا ریفریشر کورس مورخہ 21رفروری 2010ء کو بمقام 33 دھاروالی منعقد ہوا مرکز سے مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب اور محمد آصف خلیل صاحب مربی سلسلہ جب کہ امیر ضلع شیخوپورہ بھی تشریف لائے۔مرکزی نمائندگان، ناظم علاقہ ملک طاہر احمد صاحب،مکرم رفیع احمد طاہر صاحب ناظم ضلع ننکانہ صاحب نے ہدایات دیں اس میں کل 27 مجالس میں سے 25 حاضر تھیں اور کل تعداد عہدیداران 106 رہی۔

11-ضلع بہاولنگر ضلع بہاولنگر کے عہدیداران کا ریفریشر کورس 21رفروری چک 168 مراد میں مکرم نذیر احمد خادم صاحب ناظم ضلع کی صدارت منعقد ہوا جس میں 42 عہدیداران نے شرکت کی۔

12-ضلع راولپنڈی / اسلام آباد میں مورخہ 21 فروری 2010ء ایوان توحید میں ضلع راولپنڈی اور ضلع اسلام آباد کے عہدیداران کا مشترکہ ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں نظامت علاقہ راولپنڈی کے عہدیداران بھی شریک ہوئے۔ اس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول، مکرم عبدالسمیع خان صاحب، مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب نے شرکت کی اور تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ راولپنڈی کے 175 اور اسلام آباد کے 88 عہدیداران نے شرکت کی۔

13-ضلع جھنگ ضلع جھنگ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مختلف مقامات پر منعقد ہوا۔ ان پروگراموں میں مکرم نثار احمد شمس صاحب، مکرم زبیر مہدی صاحب نائب ناظم ضلع جھنگ نے شرکت کی۔ چنیوٹ اور سمندر کے عہدیداران کا ریفریشر کورس 19 فروری 2010ء بروز جمعہ منعقد ہوا جس میں مرکز سے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد اصلاح وارشاد مکرم شکیل احمد قریشی صاحب اور مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب شامل ہوئے۔ مورخہ 21 فروری کو ضلع جھنگ کی بعض مجالس کا ریفریشر کورس لالیاں میں منعقد ہوا۔ مرکز سے مکرم عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت وصحت جسمانی اور مکرم شکیل احمد قریشی نے شرکت کی۔

14-پشاور روڈ راولپنڈی مجلس انصاراللہ پشاور روڈ راولپنڈی کا ریفریشر کورس مورخہ 10 / جنوری 2010ء کو منعقد ہوا۔ اس میں 22 عہدیداران شامل ہوئے۔

15-یمن بلاک ربوہ یمن بلاک ربوہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس 14 فروری 2010ء بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ اس ریفریشر کورس میں 55 عہدیداران نے شرکت کی۔

16-ڈیفنس لاہور مورخہ 17 / فروری بعد نماز مغرب عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں 27 عہدیداران نے شرکت کی۔

17- مغلپورہ لاہور مورخہ 17 / جنوری کو بعد نماز مغرب بیت الذکر مغلپورہ میں ریفریشر کورس مکرم محمد سرور ظفر صاحب (نمائندہ ناظم ضلع) کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ 16 عہدیداران شامل ہوئے۔

18-دارالذکر فیصل آباد مورخہ 17 / جنوری 2010ء بروز اتوار بمقام مرکز مدینہ نائن زعامت علیا دارالذکر فیصل آباد ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا۔ کل حاضری 27 رہی۔

☆......☆......☆......☆......☆

قرار داد ھائے تعزیت

برموقع شہادت مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب آف لاہور اور مکرم سمیع اللہ صاحب سانگھڑ

مورخہ 5رجنوری 2010ء کو صبح ساڑھے سات بجے کے قریب مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب رچنا ٹاؤن لاہور میں اپنے بیٹے کے جنرل سٹور پر جو ان کی رہائش گاہ سے ملحق ہے بیٹھے تھے کہ دو ورندہ صفت نقاب پوش موٹر سائیکل سوار آئے اور ان پر فائرنگ کردی شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جاتے ہوئے راستہ میں شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 5رجنوری 1945ء کو سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین میں پیدا ہوئے۔ آپ تین سال تک زعیم اعلیٰ انصاراللہ فیکٹری ایریا اور 20 سال تک مختلف ادوار میں بطور صدر حلقہ رچنا ٹاؤن خدمت بجالاتے رہے۔ آپ نے ایم اے پنجابی اور بی ایڈ کیا ہوا تھا۔ گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ میں سینئر سائنس ٹیچر اور ننکانہ صاحب اور کوٹ پنڈی داس میں سینئر ہیڈ ماسٹر اور گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول مرید کے میں بطور پرنسپل کام کرتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد محمود آئیڈیل سکول کے نام سے ایک سکول کھولا۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہونے کے باوجود استقامت سے حالات کا مقابلہ کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 8رجنوری 2010ء میں آپ کی شہادت کا تذکرہ فرمایا۔

☆

مورخہ 3رفروری 2010ء مکرم سمیع اللہ صاحب شہداد پور ضلع سانگھڑ سے اپنے گاؤں براچڑی نزد احمد پور آرہے تھے کہ راستہ میں دو درندہ صفت موٹر سائیکل سوار آئے آپ کو راستہ پوچھنے کیلئے روکا اور ابھی آپ راستہ بتا رہے تھے کہ دوسرے سوار نے آپ کی پیشانی کے قریب گولی ماردی اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 1957ء میں پیدا ہوئے اور 53 سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ ایک پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ اپنے گاؤں میں بھی سوال و جواب کی متعدد مجالس منعقد کیں جن میں علماء سلسلہ شرکت فرماتے رہے۔ جماعت احمد پور اور مجلس انصاراللہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ بوقت شہادت آپ سیکرٹری اصلاح وارشاد اور سیکرٹری دعوت الی اللہ احمد پور کے علاوہ مجلس انصاراللہ میں نائب ناظم اصلاح وارشاد اور زعیم انصاراللہ مقامی تھے۔ آپ کی شہداد پور شہر میں بھی ایک دوکان ”سمیع الیکٹرک ورکس“ کے نام سے تھی۔ آپ اپنی دوکان پر بھی MTA لگائے رکھتے اور دعوت الی اللہ کے مواقع تلاش کرتے رہتے۔ آپ نظام وصیت سے وابستہ تھے اور بہت خوش مزاج اور مہمان نواز تھے۔ مورخہ 5رفروری بروز جمعہ آپ کی نماز جنازہ بیت المبارک ربوہ میں ادا کی گئی اور بعد نماز جمعہ قبرستان عام میں امانتاً تدفین ہوئی جس میں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں آپ کی شہادت کا ذکر خیر فرمایا۔

ہم اراکین مجلس عاملہ پاکستان ناظمین علاقہ واضلاع وزعمائے مجالس پاکستان اپنی میٹنگ 7رفروری 2010ء میں ان دونوں شہادتوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے پس ماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان شہادتوں کو قبول فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆

نتائج آل پاکستان مقابلہ مقالہ نویسی 2008/09

زیر اہتمام قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

آل پاکستان مقابلہ مقالہ نویسی 2008/09ء میں کل 442 مقالہ جات موصول ہوئے۔ ذیلی تنظیموں کے درج ذیل تعداد میں اراکین نے شرکت کی۔ مجلس انصاراللہ پاکستان =202۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان =99۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان =91۔ ناصرات الاحمدیہ پاکستان =34۔ اطفال الاحمدیہ پاکستان =16۔

اعزاز پانے والے اراکین کی تفصیل تنظیم وار درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور علمی ترقیات سے نوازے آمین

نتیجہ مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ”ہستی باری تعالیٰ“ مابین انصاراللہ پاکستان

پوزیشن	نام ناصر	مجلس
اول	مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب	واپڈا ٹاؤن۔لاہور
دوم	مکرم مظفر احمد صاحب درانی	کوارٹرز تحریک جدید۔ربوہ
سوم	مکرم شیخ محمد یونس صاحب امروہوی	وحدت کالونی۔لاہور

حسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنز

1	مکرم محمد یونس جاوید صاحب	دارالسلام۔لاہور
2	مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب	سیالکوٹ شہر
3	مکرم عمر حیات صاحب	فیکٹری ایریا سلام۔ربوہ
4	مکرم مجید احمد بشیر صاحب	ڈیفنس۔لاہور
5	مکرم ملک خلیل احمد ناصر صاحب	بارہ کہو۔اسلام آباد
6	مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب	دارالصدر شمالی انوار۔ربوہ
7	مکرم عبدالشکور صاحب	راجن پور
8	مکرم آرکیٹیکٹ شعیب احمد ہاشمی صاحب	گلشن اقبال غربی۔کراچی
9	مکرم ڈاکٹر غلام رسول صاحب صدیقی پشاوری	ناظم آباد۔کراچی
10	مکرم آفتاب احمد جمال صاحب	کوئٹہ

نتیجہ مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''وقفِ زندگی'' مابین خدام الاحمدیہ پاکستان

پوزیشن	نام خادم	مجلس
اوّل	عزیزم مکرم احسان اللہ قمر ابن مکرم صادق مجید اللہ صاحب	نیو لالہ زار نیو کینٹ۔ راولپنڈی
دوم	عزیزم مکرم شہود احمد آصف ابن مکرم محمود اسماعیل آصف صاحب	دارالرحمت شرقی راجیکی۔ ربوہ
سوم	عزیزم مکرم حافظ ظہیر احمد ابن مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

حسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنز

1	عزیزم مکرم سلمان احمد قمر ابن مکرم صادق مجید اللہ صاحب	جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن۔ ربوہ
2	عزیزم مکرم ظہیر اقبال ابن مکرم اقبال حیدر یوسفی صاحب	حیدرآباد شہر
3	عزیزم مکرم طارق نسیم کاہلوں ابن مکرم نسیم احمد کاہلوں صاحب	کوٹڑی۔ ضلع جامشورو
4	عزیزم مکرم طارق محمود منگلا ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب	دارالصدر جنوبی۔ ربوہ
5	عزیزم مکرم ارسلان حنیف ابن مکرم خالد حنیف صاحب	بھاٹی گیٹ۔ لاہور
6	عزیزم مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد رانا صاحب	باغبانپورہ۔ لاہور
7	عزیزم مکرم توقیر احمد ابن مکرم منیر احمد صاحب	سیٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی
8	عزیزم مکرم جمیل احمد تبسم صاحب	علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور
9	عزیزم مکرم طارق محمود عارف ابن مکرم عبدالرزاق صاحب	مسلم ٹاؤن۔ راولپنڈی
10	عزیزم مکرم عزت احمد راشد ابن مکرم مبارک احمد شاہد صاحب	کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

نتیجہ مقابلہ ''مقالہ نویسی'' بعنوان ''حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ'' مابین لجنہ اماء اللہ پاکستان

پوزیشن	نام ممبر	مجلس
اوّل	مکرمہ شازیہ باسط خان اہلیہ مکرم عبدالباسط خان صاحب	بیت التوحید۔ لاہور
دوم	مکرمہ امۃ الرحمٰن پراچہ بنت مکرم عبدالرحیم پراچہ صاحب	I-8-3، اسلام آباد جنوبی
سوم	مکرمہ خیر النساء منصور اہلیہ مکرم منصور احمد صاحب لکھنوی	گلشن اقبال شرقی۔ کراچی

حسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنز

1	مکرمہ نصیرہ صادق اہلیہ مکرم مجید الدین طارق صاحب	حلقہ بیت العطاء۔ راولپنڈی
2	مکرمہ کشف منان بنت مکرم عبدالمنان صاحب	بیت التوحید۔ لاہور
3	مکرمہ امۃ القیوم گوکر صاحبہ	سرگودھا شہر
4	مکرمہ مہر انگیز بنت مکرم نصرت اللہ جاوید صاحب	دارالبرکات۔ ربوہ
5	مکرمہ طاہرہ انور بنت مکرم حافظ محمد رمضان صاحب	احمد نگر۔ ربوہ
6	مکرمہ صبیحہ اشفاق بنت مکرم فضل محمد خان صاحب	دارالنصر غربی۔ ربوہ

7	مکرمہ حامدہ طلعت کریم صاحبہ	دارالعلوم وسطی ۔ ربوہ
8	مکرمہ فائزہ بشیر صاحبہ	ایوانِ توحید ۔ راولپنڈی
9	مکرمہ شائستہ عزیز اہلیہ مکرم ملک عبدالعزیز صاحب	سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ راولپنڈی
10	مکرمہ محمودہ رشید اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب	مغلپورہ ۔ لاہور

نتیجہ مقابلہ ”مقالہ نویسی“ بعنوان ”پانچ بنیادی اخلاق“ مابین ناصرات الاحمدیہ پاکستان

پوزیشن	نام ناصرہ	مجلس
اوّل	عزیزہ عائشہ ادریس بنت مکرم محمد ادریس جاوید صاحب	کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
دوم	عزیزہ شائلہ منیر بنت مکرم منیر احمد کریم صاحب	باغبانپورہ ۔ لاہور
سوم	عزیزہ عنبر یوسف بنت مکرم محمد یوسف صاحب	عزیز آباد ۔ کراچی

حسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنز

1	عزیزہ ازکیٰ فرید بنت مکرم فرید احمد صاحب	دارالبرکات ۔ ربوہ
2	عزیزہ حبیبۃ الوحید بنت مکرم سلطان محمود صاحب	دارالعلوم شرقی مسرور ۔ ربوہ
3	عزیزہ امۃ البصیر	دارالیمن وسطی ۔ ربوہ
4	عزیزہ مایاب گوہر بنت مکرم ناصر احمد صاحب	دارالنصر وسطی ۔ ربوہ
5	عزیزہ نورالہدیٰ بنت مکرم ریاض احمد صاحب	دارالیمن وسطی حمد ۔ ربوہ
6	عزیزہ عفیفہ جاوید	دارالعلوم غربی صادق ۔ ربوہ
7	عزیزہ عطیہ رحیم بنت محمد رحیم الافضل صاحب	دارالعلوم شرقی نور ۔ ربوہ
8	عزیزہ عافیہ ماہ رخ بنت مکرم منور احمد تنویر صاحب	دارالصدر شرقی طاہر ۔ ربوہ
9	عزیزہ عائشہ رشید بنت مکرم عبدالرشید قریشی صاحب	دارالرحمت غربی ۔ ربوہ
10	عزیزم سید رؤف ابن مکرم عبدالرؤف صاحب	بلوخیل ضلع خوشاب

نتیجہ مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ”پانچ بنیادی اخلاق“ مابین اطفال الاحمدیہ پاکستان

پوزیشن	نام طفل	مجلس
اوّل	عزیزم سرمد احمد قمر ابن مکرم محمد اسحٰق طاہر صاحب	کوٹ رادھا کشن ۔ ضلع قصور
دوم	عزیزم محمد انس ابن مکرم محمد ادریس جاوید صاحب	کوٹ رادھا کشن ۔ ضلع قصور
سوم	عزیزم کامران یوسف ابن مکرم طارق یوسف صاحب	سمن آباد ۔ لاہور

پروگرام ریلی بتاریخ 27 فروری 2010ء

ریلی اوراس کے مختلف شعبہ جات کے مناظر

Monthly **ANSARULLAH**
April 2010
Regd. # CPL-8/MDFD
EDITOR:Muhammad Mehmood Tahir
Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

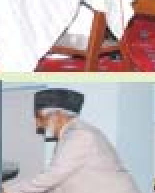

اختتامی تقریب سالانہ سپورٹس ریلی 2010ء کی چند جھلکیاں